

بھائی غور پر ناکارہ ہو جائے۔

مگر دیش ہے کہ بھائی آپ طرہ اپنی قوم کو کیا سمجھتے ہیں؟ کسی دوسرے قوم کو کیا پڑی ہے کہ اتنے ہیر پھیر کے ساتھ کوئی ایسا پتھر چلائے کہ آپ اس پر - بین الاقوامیت کا شہرہ ہونے لگے۔ بس زبان دکھلا دیے۔ وہ جڑ و دستار سے لے کر مٹی تک سبھی سمجھ رہے ہیں۔ ہر جگہ پر ہر جگہ کما جی سے ایک جگہ دیشی مہاجر نے کتاب کی قیمت دیکھانے پر ہاتھ کھینچنے پر نہ لگا ہے کہ خزانے موٹے موٹے ڈائجسٹ کم قیمت پر کیوں رہے ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ ان کے ہاتھ کچھ بہت پٹانے ڈائجسٹ لگے جن پر کئی سال پہلے کی قیمتیں درج ہیں۔ اس وقت ڈائجسٹ دیر کی داستان تین یا ساڑھے تین روپے کے کام نہیں ہے اور پھر انہیں اخباری کاغذ پر لکھنے پر غور ہے۔ مجھے کچھ بالاد میں منہ مانگے خام ادھر لے کر لے کر دیکھنے پر غور ہے۔ اس واقعہ کو دیکھ کر اس طرہ پر صورت اخبارات اور رسالے کو کھانسی کا ڈھنگ ہے میری خاص سے ایک بھائی نے غور کر کے قیمت بڑھائی ہے تو میرے بڑھانوں کو ایک صفحے پر کم از کم چوبیس سطر لکھواؤں۔ بھائی! قیمت بڑھانے قیمت کی مناسبت سے بڑھائی ہے۔ کیا میری محنت کی کوئی قیمت نہیں

والسلام

اپنے صفحے

۲۴/۸/۴۴

جیل کی مٹی ایک چھوٹا سا مسدود حصار ہے مضافی علاقے سے مشرقی علاقے تک نفروں کی رسائی ممکن نہیں تھی یہی پالی بی پانی تھا اور افق میں صواں دھواں سے بہاؤوں کے ٹانگہ نظر آتے تھے۔ جیل کے مغربی کنارے پر دو دو ایک سرسبز و شاداب پہاڑیاں بکھری ہوئی تھیں اور یہ پہاڑیاں دیر لگاتار جھونپڑیاں تھیں جوڑے تھوڑے فاصلے پر بنائیاں تھیں جن کے کینوں کی سیر و حرکت کو اندر نظر کی کاشت تھی اس پاس کے شہروں کے فنگسلان اطراف میں پہاڑیاں گزرتے تھے یہی آتے تھے اور ان پہاڑی جھونپڑیوں کی رونق بھی کم نہ ہوتی۔ جیل کے مغربی کنارے پر پہلے شادکشاں دن بھر آتی رہی تھیں۔ ابھی شادکشاں کے ذریعے انگوڑوں کی بڑی بڑی پکیس شلاب کشید کرنے والے مضافوں تک پہنچائی جاتی تھیں۔

جیل میں مایہ گیری بھی ہوتی تھی لیکن مغربی کنارے کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک صرف ایک آئینہ کی جابہ بندی تھی۔ دن بھر وہ شکر کے لئے گرگراں رہتا اور شام کو زمین کے ڈوگ پر لگنا ناز ہو جاتا۔

زمینی ان اطراف کی نسبتاً بڑی رستوں میں سے تھی اور یہاں اس علاقے کے سب سے اچھے انگوڑوں کے باغات تھے۔ ساحلوں کے قیام کے لئے اس

وہ سب قہقہہ لگا رہے تھے۔

”تم کہاں تھے اس وقت؟“ کسی نے پوچھا۔

”میں ۱۰۰۰ میں ۹۰۰۰ وہ ایک ایک کی شکل دیکھنا ہوا بولا۔ میں نوپایا بھی

تھیں ہوا تھا اس وقت؟“

”تب ہر جھوٹ ہے۔“

”وہ قہقہہ سچ ہے... میں نے یہ کہانی اپنے چچا کی زبانی سنی ہے کبھی کبھی

بہت زیادہ نشے کی حالت میں اس کا منہ کھڑا ہوا کرتا تھا... کہتا تھا... دیکھا

تھا۔“ وہ خود مگر گئی اور میں ابھی زندہ ہوں۔“

گفتگو کا یہ سلسلہ جاری ہی تھا کہ اسٹیر کے گلے کا ایک آدمی اس کی میز

کے قریب آکر کھڑا ہوا پھر اس نے جھک کر اہستہ سے اس کے کان میں کچھ کہا

کہاں انفرنڈے کے چہرے پر سنجیدگی طاری ہو گئی۔

”خواتین و حضرات! وہ ایک بیک اٹھنا ہوا بولا میری شہنشاہیت کا

دور ختم ہو گا۔“

”کیا بات ہے... کیا بات ہے؟“ کسی آواز میں آئیں۔

”میرا اس اپنا ایک وفد ہوا ہے۔“

”تہہ دار اس ہمیشہ اپنا کبھی ہی وفد ہوتا ہے؟“ کوئی بولا۔

”اس کے سر پر ہنگامہ ہوا اور ایک تھکی سی دم بھی رکھتا ہے۔“ انفرنڈے

نے مسکرا کر کہا۔

”خود وہی بات ہوگی! ایک عورت بولی، ”جی والی نے کبھی تہہ دارے

اس کو نہیں دیکھا۔“

”میرا دار و حضرات سب کو نظر نہیں آتے اچھا خواتین و حضرات شب بخیر۔“ پھر

حبس کے تین ہونٹ بھی تھے۔ ایک گیراج تھا جہاں کرائے پر گاڑیاں مل جاتی تھیں
ایک دوسرے پر اور ایک بینا مال تھا جہاں ہر روز نئی فلم دکھائی جاتی تھی۔

ہائی گیری کے اسٹیر کا جھڑا عمارہ افراد پر شکل خدات لگے ایک فرسٹ

ہونٹوں میں مختلف قسم کی تزئینات میں مشغول رہتا تھا اس کے اخراجات دیکھ کر

دل سوچتے تھے کہ شاید وہ لوگ کوئی عیال سے سونے کی پھیلیاں پکڑتے ہیں

ہر فرد کی طرح کرنسی بھاتا تھا اور ان کا سربراہ تو شہنشاہ معلوم ہوتا تھا

یہ بھاری جھڑی اور ٹنگ پیشانی والا ایک بد ہیئت اسپینی تھا۔ شانے

معدنی طور پر چمڑے تھے اور ہماست کے عباد سے دیہ معلوم ہوتا تھا۔ مزہ

لگتا کہ مزدور کھانا پوتا تو لوگ اس سے خائف ہی رہتے۔ البتہ اجنبی اسے اپنا

قریب دیکھ کر حیران ہتھے تھے۔ ٹرینی جیسے کسی فرد کو اس کے غلات کبھی

کسی شکایت کا موقع نہیں ملا تھا۔ قہقہہ کی جھانک عورتوں میں اس کے بیٹھے۔

مقبول تھے بہتر تو سر شام ہی اس فکر میں پڑ جاتی تھیں کہ اس رات اس کی نشست

کس ہونٹ میں ہوگی۔ وہ ایک شریفانہ اور تیز آدمی کی طرح ان سے پیش آتا تھا

وہ اس کے گرد عورتوں کی جھڑی ضرور ہوتی۔

اس کے ماتحت اسے کہنا کہ بگڑا ہوا کہتے تھے۔ ویسے اس کا نام انفرنڈے

تھا۔ بہر حال کہنا انفرنڈے اپنی بد عیال کے باوجود بھی جتنی میں مقبول تھا۔

اس وقت بھی قلیل پہلے ٹیڈ کے ڈانگ مال میں اس کی میز سے گرد و گی ٹنگ

موجود تھے انسان میں عورتوں کی تعداد زیادہ تھی۔ وہ انہیں تیار کرتا تھا کہ اس

کی پیچی اپنے بڑے کی پیدائش پر کس طرح شور مچا کر تھی اور کس طرح

خدا کے حضور گواہی دے گا کہ اس عہد کے ساتھ اپنی زندگی کے لئے دعا مانگا کرتی

تھی کہ اگلے بار اس کے چچا کو ضرور نقل کر دے گی۔

اس کے دینی جو قلب کی آواز دل میں گونجنے لگی تھی۔ اس وقت اس سے دو قدم
پہنچ کر ہوا تھا۔ باہر نکل کر اس نے اس سے پوچھا "موتوگہ سا ہے باس کا اس
نے کچھ ڈاکو تو نہیں چبا رکھے۔"

"موتوگہ اچھا نہیں معلوم ہوتا کیلپٹن؟" جواب ملا۔

"ہوں.... اچھا.... دیکھیں گے۔"

ڈوک ایک فلائنگ کے فاصلے پر تھا سارے پیدل ہی ملے کیا گیا۔ ایسا معلوم
ہوتا تھا جیسے غزوے کی ساری خوش مزاجی فضا میں تحلیل ہو گئی ہو۔ اندھیرا نہ
ہوتا تو اس کے اس وقت کی آنکھوں میں تشریش کی پرچائیاں ضرور نظر آتیں
اس کیمر پر پہنچ کر وہ اپنے کہیں میں تباہ داخل ہوا تھا۔

"میس باس! وہ سانسے بیٹھے ہوئے آدمی کے سانسے! آہیں سن رہا ہوا ہوا۔
نوادار اندھیرے کا ایک توانا آدمی تھا۔ آنکھوں سے سرمہری چمکتی تھی۔
چلتے چلتے حرکت پہنچے ہوئے تھے۔"

"جیت جاؤ۔" اس نے سانسے والے اسٹول کی طرف اشارہ کیا۔

"تھینکس باس!"

وہ چند لمبے اعزاز سے گزر کر غور سے دیکھتا ہوا بولا۔ "شالی کنارے کی کیا
کینٹ ہے؟"

"سب ٹھیک ہے باس!"

"کیا ٹھیک ہے؟"

"سرمہر کے محافظ وہی ہیں جو پچھلے جینے تھے کوئی تشریش کی بات نہیں ہے۔"

"ٹھیک ہے! آئے والی ہے... تیار رہنا۔"

"او۔ کے باس!"

"او۔ کے باس.... ایک بری خبر بھی ہے۔"

"کپتان! اسے دواحت طلب نظروں سے دیکھتا رہا اور وہ قدرے وقت
کے ساتھ بولا۔" جیس ہارسلے مارڈا لا گیا۔"

"نہیں! کپتان! بے ساختہ اسٹول سے اٹھ گیا۔"

"ہاں...." اس دوسری طرف دیکھتا ہوا بولا۔ "بولیڈنا جھیل میں اس کی
لاش تیرتی ہوئی ملی ہے۔ سینے پر دو مکے چھیر لڑی کا نشان بنا ہوا تھا۔"

"چھیر لڑی کا نشان؟"

"اسی پر حیرت ہے کہیں کہ چھیر لڑی کا سرمہ یا تو وہ خود ہی تھا۔"

"الغرض چھیر بیٹھ گیا اس کی آنکھیں سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔"

"تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ جن لوگوں کی طرف سے اسے خطرہ تھا....؟"

"نہایت اذیت کرنے کی کوشش مت کرو؟" وہ اٹھ اٹھا کہ بولا۔ "ساری دنیا
میں میرا واحد حریف بہت باخبر آدمی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو کرنل ہورڈ شیور

اس کی قید میں نہ ہوتا۔"

"میں نہیں سمجھا اس؟"

"چھیر بیٹھے جیس ہارسلے سے واقف نہیں تھے۔ وہ اسے ڈاکو مردہ کی
جراثیم سے جانتے تھے۔ بحیثیت ہارسلے وہ ان کے لئے کچھ بھی نہیں تھا۔"

"لو کیا اس کی لاش میک آپ میں نہیں تھی؟"

"نہیں.... اپنی اصلی شکل میں تھی اور اس کے سینے پر چھیر لڑی کا نشان
بنا ہوا تھا۔"

"الغرض وہ محتوی دیرینک کچھ سوچتا رہا۔ پھر بولا۔" کیا آپ اس کے کسی
چھیر بیٹھے سے ذاتی طور پر بھی واقف ہیں۔"

"جنیں ہم میں سے کوئی بھی نہیں مانا کہ وہ کوئی نہیں یا تعداد میں کہتے ہیں
بارے کے لیے اپنی خالی تعظیم حتیٰ جہیں سے اس نے اپنی اصل شہیت پوشیدہ رکھی تھی۔"
"تب تو پھر یقین کر لینا چاہیے کہ وہ اپنے ہی کسی آدمی کے ہاتھوں
مارا گیا ہوگا۔" العزیز نے بولا۔

"وہ کس طرح؟" یاس کا بھروسہ حدِ سرحد تھا۔

"کسی ایک کو اس کو رعیت کا ولیم ہو گیا ہوگا جس اس نے ہاتھ صاف کر دیا
اپنی تعظیم کو غلط سمجھا لگا۔"

"اس کا امکان ہے۔" یاس نے طویل سانس لی۔

"متوڑی دیر تک پھر خاموشی رہی اس کے بعد یاس نے کہا: "میرے حال
میں غماز ہونا چاہیے۔"

"کس سے؟"

"اس سے جس نے کرنل پوریشیو کا منصوبہ ناکام بنا دیا تھا۔"

"آرہ وہ ہمارا کیا لگاؤ ہے؟"

"خوش فہمیوں میں مبتلا ہونا اچھا نہیں۔ اس کے بارے میں ہمدی معلومات
زیادہ نہیں ہیں۔ کچھ دنوں پہلے تو تم یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ جونی ایشیا
میں ہیں کیوں ناکامیوں کا سہہ دیکھنا پڑتا ہے۔ جیسی مارے ہی نے انہیں
کی خبر واضح نشانہ ہی کی تھی۔"

"آرہ بلاخرہ مار ڈالو۔ اپنے ہی کسی آدمی کے ہاتھوں" العزیز نے بولا۔
"مجھے اس میں شبہ ہے اگر لاش پر بھیڑ لیں کہ نشیونہ پایا جاتا تو اس کے
بارے میں سوچا جاسکتا تھا مگر خود مار کر جو جس بارے کی حیثیت سے وہ
بھیڑ لیں گے لئے قطعی اجنبی تھا اس لئے اپنے ہی کسی آدمی کے ہاتھوں مارے

جانے کی صورت میں اس سے سینے میں نشان ہائے جلنے کا کوئی جواز نہیں
"میں سمجھ گیا آپ کیا ہنا چاہتے ہیں۔"

"کیا کچھ ہے؟" یاس نے سر دھجے میں سوال کیا۔

"ایکسٹو کے کسی ایجنٹ کے ہاتھوں مارا گیا جس نے اس کے قتل کی ذمہ
بھیڑ لیں سے سر لٹانے کی کوشش کر ڈالی اور شاید اس میں کامیاب بھی ہو گیا۔"
"ہاں! میں اسی نتیجے پر پہنچا ہوں۔" روم میں ہونے والے زیادہ تر جرائم
بھیڑ لیں ہی کے مرتکبے ہمارے ہیں۔"

"تو پرہیز ہیں کیا کرنا چاہیے۔" مطلب یہ کہ ہم کس طرح متاثر ہیں
ان لوگوں کے بارے میں ہماری معلومات بھی کافی ہیں۔" العزیز نے پرتکلف
ہجے میں کہا۔ پھر چند لمحوں خاموشی وہ کر لیا۔ کیا جیس بارے سے اس دہلا
میں آپ سے رابطہ قائم کیا تھا؟"

"نہیں، البتہ کرنل پوریشیو کی گرفتاری کی اطلاع ملنے پر اس نے مجھے اس
نظر سے آگاہ کر دیا تھا۔"

"مہرہ یاس تب پھر مزدوری نہیں ہے کہ وہ ایکسپری کے
ایجنٹ کے ہاتھوں مارا گیا ہو۔"

"بات دراصل یہی ہے کہ میں خود بھی ابھی تک اس سلسلے میں کسی حتمی نتیجے
پر نہیں پہنچ سکا ہوں۔" یاس نے طویل سانس لے کر کہا۔

"اور پھر میں یہ بھی ماننا ہوں کہ دنیا کی کوئی طاقت کرنل پوریشیو کو زندہ
کھولنے پر آمادہ نہیں کر سکتی۔" العزیز نے بولا۔ ہماری طرف ان کا رخ اس
صحت میں ہو چکا کہ جب وہ ہمارے متعلق کچھ جانتے ہیں، خیر نشانیوں
قانونی برائیس بلے داغ ہے۔"

”سال کنٹریل ہو رہا ہے کہ نہیں ہے۔ اس کے ساتھ دو افراد اور بھی دیے
تھے نہیں ہمارے اندرونی معاملات کا علم تھا۔ لیکن لوگوں پر اعتماد کرنا ہی
پڑتا ہے کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا اصل پرنسس کیا ہے۔“

”ہاں ہوں ماس اور اکثر سچا رہتا ہوں کہ ہمارا طریق کار یکسر غلط ہے۔
ایسے بزنس میں سربراہ کے علاوہ اور کسی کو بھی بنیادی مفاد کا علم نہ ہونا
چاہیئے۔“

”میرے جویف ایکٹو کا طریق کار اس کے برعکس ہے اس کے ماتحت نہیں
جانتے کہ وہ کوئی ہے کہاں رہتا ہے اور اپنے آرگنائزیشن کو کسی کی طرح
کنٹرول کرتا ہے۔“

”واقعی یہ ہوشیار ہیں پڑ گئے ہیں۔“ الغرض سے پر لنگر ہے میں بولا۔
”لیکن ہمارا تو کام ہی دشمنوں سے گزرتا ہے۔“

”میں ہی سننا چاہتا تھا۔“ اس کی بے فروت آنکھوں سے ہلکی سی گرم
جوش جھپکنے لگی۔

”ایک بات میری سمجھ میں نہیں آتی“ وینٹا جو زنف بولا
”ایک کیا وہی جسی بول تو تبدیلی سمجھ میں نہیں آئے گی۔“ ہمیں نے لاپرواہی
سے شانل کو جنبش دی۔

”نہیں سنجیدگی سے سنو یا آخر ہمارا مصوب کیا ہے۔“
”تبدیل مصروف پھر تئیں اور میرا مصروف کچھ بھی نہیں ہے۔ کل میں غور
نے شامل ہونے کا وعدہ کیا تھا وہ بھی نہیں ملی۔“

”سارے کام قرودہ خود بیٹھتے مہر ہے ہیں۔“
”خوش تھیں کب یقین آئے گا کہ تم قربانی کے برے ہو۔“

”توصیر قربانی ہی ہو جائے۔“
”ہو چکے گی کی دن....“ ٹھکر نہ کرو۔

”اوہ ہو۔“ جو زنف چمک کر غصی دیکھتا ہوا بولا۔ ”کالی کر سنے“
وقت ہونے والا ہے۔ صرف سات منٹ رہ گئے۔ کسی بار بار رستوران
میں چلو۔“

”ہمارے نہیں رستوران میں۔“ ہمیں ملے کہا۔
”یاد میں بیٹھ کر کبھی نہیں بیٹھا۔“

”اس لئے رستوران ہی میں مناسب رہے گا۔“ آؤ۔“
وہ ایک قریبی رستوران میں داخل ہوئے یہاں صفت سرویس

قاعدہ رائج تھا۔ انہوں نے جلدی جلدی اپنے لئے کچھ چیزیں خریدیں اور
ایک میز سنبھال لی۔ جو زنف غصی دیکھتا رہا تھا۔

”وقت ہو گیا....“ جاؤ۔“ جو زنف نے کاؤنٹر کی طرف اشارہ کیا۔
جسٹ منٹ کاؤنٹر کے قریب آیا اور کلک کو کالی کا کوپن دے کر

ہمیں اور جو زنف جینووا کی سڑکوں پر مڑ گشت کرتے چہرہ ہے سنے۔
ان کا ایک بار پھر ان سے بچھڑ گیا تھا جہاں بھی ان کے پاس کسی کا فون نہ تھا۔
ان پر مقررہ اوقات کے مطابق ڈیگ کر کے انہیں اپنے لئے پروگرام طلب کرنا
مقتضی تھا لیکن آج تیسرے دن بھی انہیں یہی جاہلیت ملی تھی کہ جس طرح جاہلی وقت
زادہ فی الحال ان کے لئے کوئی کام نہیں ہے۔

فون پر نہ کوئی ہنر ڈاٹیل کے اور دوسری طرف سے جواب ملنے پر اس نے
 میں میں بولا۔ "بچہ اس کیلنگ"۔
 "بولڈ آن کرو"۔ دوسری طرف کہا گیا۔ کچھ دیر بعد اس نے عمران کی آواز
 سنی تھی۔

"ہیو ہیو ہیو ہیو؟"

"اوہ... ٹھیک ہے کہ آپ کی آواز تو سنا ہی دی۔" جیسٹن بولا۔

"لیکن میں اس محنت کا بدل تو نہیں ہو سکتا جس نے تم سے وعدہ کیا تھا
 کہ آج صبح اسل پر قبضہ کرنا تھا کہ سہی۔"

"خدا کی پناہ۔ آپ جانتے ہیں۔"

"کیوں نہیں؟"

"جیسٹن نے قبضہ کر لیا اور بولا۔" میں سمجھ گیا۔"

"کیا سمجھ گئے؟"

"آپ ہمارے حال سنیں گی تو یہ یقین کرنے کے لئے نہیں یہاں لائے ہیں۔"

"تم اپنے ساتھ اس کا لئے کو بھی تیار کرو گے۔"

"تیار ہوئے گی کی صلاحیت سرے سے رکھتا ہی نہیں بچہ چارہ۔"

"اچھا شک آپ... جاؤ۔ وہ عورت وہیں تیار ہی منتظر ہے۔"

"کیا آپ سنجیدگی سے کہہ رہے ہیں؟"

"تمہیں وہ جگہ یاد ہے نا جہاں اُس نے ملنے کو کہا تھا۔"

"جی ہاں! اچھی طرح یاد ہے۔"

"وہیں سے مغرب کی طرف سیدھے چل پڑنا تقریباً ڈھائی تین فرلانگ
 کے فاصلے پر ایک ڈوک نظر آئے گا جہاں بڑی بڑی لاسٹیں لگاؤں لگتی ہیں۔"

ہاں یونانی لالچ تلاش کرنی ہے تمہیں۔"

"اور وہ عورت؟"

"پچھل رات کسی اور کے نواح میں آگئی تھی ہمارے لئے دوسری
 تلاش کروں گا۔"

"میں سمجھ گیا۔" جیسٹن نے جھپٹے بیچے میں کہا۔ لالچ تلاش کر لینے کے
 بعد کیا کرنا ہوگا۔"

"لالچ کی تلاش؟"

"کب تک؟"

"فی الحال اُسے تلاش کرنا ہے۔ مل جائے پر تم وہیں سے اس فون نمبر
 پر اطلاع دو گے۔"

"جوزف کے لئے کوئی پیغام؟"

"کم سے کم بچے کی کوشش کرے۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور سلسلہ
 منتقل ہو گیا۔"

"جیسٹن نے صرف پیغام ہی جوڑتے تک پہنچایا تھا اور اپنی خریدی ہوئی
 اسٹاپ پر روٹ چلا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے صرف پیٹ ممبر نے کی
 ہدایت فون پر موصول ہوئی ہو۔"

"باس نے اور کچھ نہیں کہا۔" جوزف نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا
 "خوب ڈنک کھاؤ۔ پھر پتہ نہیں کہ کھانا نصیب ہو۔"

"جوزف نے شانہ کی کوشش دی اور سر جھکا کر کھانے میں مشغول ہو گیا
 جیسٹن پھر اٹھ کر آؤش کی طرف چلا گیا تھا اس نے کافی طلب کی اور رے
 اٹھائے ہوئے دوبارہ میز پر آ گیا۔"

”ہم کہیں نہیں مضر“ جوزف بولا ”اب ہمارا زمانہ آ رہا ہے پورے
 مارپ پر فزع کریں گے۔“
 ”ہیل۔“

”جی سمجھ لو۔ ہیل جی کچھ دنوں کے بعد سڑک کھلے جس۔ تو نہ کیوں
 ضروریات میں چلے جو کام کی سڑا اگر ہیں ڈوک پر جانے سے رکھا جائے
 تو تم محض صحت کا شناخت نامہ پیش کر دینا۔“
 ”موجودگی کی وجہ پوچھی جائے گی۔“ جیمس جھنکر بولا۔

”نبات آسانی سے دوسرے جیسا کہ گئے کچھ دنیا تھیں اطلاع ملی ہے کہ لائی
 یو پڑا بیٹا لگا کوئی مریض موجود ہے اس طرح تھیں لائی یو کی پوزیشن بھی معلوم
 ہو جائے گی۔“

”بہت خوشک ہے۔“ جیمس سڑک کھلا۔ لیکن لائی یو والوں نے اس
 جھوٹ پر کوئی شک نہ کیا کہ وہ کیا تو؟

”تم فکر نہ کرو۔ میں ان میں سے کسی نہ کسی کو ٹائیفائیڈ مریض بنا دوں گا۔“
 ”لیکن میں صرف لائی کی ہدایت ملی ہے احساس کی ڈوک پر موجودگی کی
 اطلاع بھی دینی ہوگی۔“

”کاشش مجھے بھی اطلاع آتی ہوتی۔“ جوزف مشرقی سانس لے کر بولا۔
 ”آہاں گئے اگر ڈوک پر پٹائی ہو گئی۔“
 ”بس خاموش بیٹھے رہو۔“

”جیمس جی سامنے بنائے ہوئے دوسری طرف دیکھنے لگا وہ سوچ رہا تھا
 کہ اس قسم کی کوئی بات کی گئی تو ڈوک کا کوئی گارڈین کے سامنے لائی بیٹک بچہ
 گارڈین پر چڑھ جائے گی۔ ویسے شناخت نامے کے استعمال کی حد تک تو جوزف کا

کافی پتہ وقت اس نے جوزف کو بتایا کہ اب انہیں کیا کرنا ہے
 ”مثبت ہے! یہ ہونی ناکام کی بات! جوزف کی دانت نکل پڑے
 ”لیکن اگر ہیں ڈوک پر پہنچنے سے روکا گیا تو۔“ جیمس بولا۔

”رہا تو جانے گا لیکن تم شاید یہ بھول گئے کہ ہمارے پاس یہاں کے
 حکمران صحت کے شناخت نامے موجود ہیں۔ ہم روکنے والوں کو وہاں اپنی
 موجودگی کا کوئی سبب بتا سکیں گے۔“

”شناخت نامے اصلی سرگز نہیں ہو سکتے۔“

”دوسرے۔“ جوزف نے لاپرواہی سے کہا۔

”دوسرے جائیں گے۔“

”کیا غم ہے۔ تم پیسے خود کو قربانی کا بکرا تسلیم کر چکے ہو۔“ جوزف مسکرا کر

بولا۔

”صرف تم ہو۔ میں ابھی سن پڑا کہ نہیں پہنچا۔“

”میں پہنچا دوں گا تم اس کی فکر نہ کرو۔“

”میں دیکھ رہا ہوں کہ یہاں کی آب و ہوا میں تم بہت زیادہ چمک
 رہے ہو۔“ جیمس جھنکر بولا۔

”بھر دم کی آب و ہوا میری صحت پر اچھا اثر ڈالتی ہے۔“

”چو! محض۔“ جیمس جی وہاں پہنچا ہے۔“

”بھلا کیس میں بیٹھ کر وہ سائل علاقے کی طرف روانہ ہوئے تھے

”یہاں تھادی نسل کے لوگ خامے دکھائی دیتے ہیں۔“ جیمس کچھ دیر

بعد بولا۔

”جی میں کن سیاہ فام افریقی موجود تھے۔“

مشوہ مستقل متاخر کوئی اور بات بنائی جائے گی شناخت نامے کے توسط سے۔
 ماسل پر پہنچ کر وہ ڈوک کی طرف چل پڑے سورج ابھی غروب نہیں
 ہوا تھا۔

اندیشے کے مطابق انہیں گیت پر دو گایا اور انہوں نے اپنے شناخت نامے
 دکھائے۔

کوئی خاص بات یاد گار نہ ہو چھا۔

”ہمارے آفیسر کایک دوست کو بھیج رہے ہیں اس سے کچھ ضروری باتیں
 کرنی ہیں۔“ جیس نے کہا ”براہ کرم ہمیں لائیج کی پوزیشن سے آگاہ کرو۔“
 ”خود جا کر دیکھ لو۔ ہمارے پاس جگہ پر کاشفہ نہیں ہوتا یہ یاد گار نہ کرنا
 معنی سے کہا۔

”شکریہ؟“ کہہ کر جیس آگے بڑھ گیا جو فٹ اس کے پیچھے تھا۔

ڈوک پر ہیبت سی لائیں ٹھکانا ختم نہیں۔ مانی کو ڈھونڈ رہا نکالنے میں
 قریباً بیس منٹ صرف ہوئے تھے۔ یہ ایک شاندار لاؤج ثابت ہوئی مٹی کسی
 بلادرکھی کی بحری تفتیش گاہ معلوم ہوئی تھی۔

”سوال تو یہ ہے کہ اب اس کی نگرانی کریں کیٹل فون تلاش کرتے ہیں۔“
 جیس بڑبڑایا۔

”میں یہیں ہوں۔“ جو فٹ بولا۔ ”تم ڈوک کے گیت سے فون کرو جا کر۔“
 ”ضروری نہیں کہ فون مجھے فون استعمال کرنے دیا جائے۔“

”ناراض تم پھر جمل گئے کہ تمہارے پاس ٹھکانہ صحت کا شناخت نامہ موجود ہے
 جو فٹ نے شک پیچھے میں کہا۔

”ہوں۔۔۔۔۔ اچھا میں دیکھتا ہوں۔“ جیس نے کہا ”تم غمناک رہنا۔ کیوں کہ

تمہیں اسلامی نہیں آتی۔

”جاؤ۔۔۔ میری فکر نہ کرو۔“

جیس گیت کی طرف پلٹ آیا اور اس گارڈ سے گفتگو کرنے لگا جس نے ان
 کے شناخت نامے دیکھے تھے۔

”ہمارا فون عام استعمال کے لئے نہیں ہے۔“ گارڈ اسے گھورتا ہوا بولا۔

”لیکن میں عام آدمی نہیں ہوں۔ تم ابھی میرا شناخت نامہ دیکھ چکے ہو یہ بھی
 ممکن ہے کہ تمہیں اس کے لئے جواب دی بھی گئی ہو۔“

”کسے کالی کرو گئے؟“

”اپنے آفیسر کو۔ اس کا دوست بیمار ہو گیا ہے۔ ایمبولینس طلب کر کے
 اسے یہاں سے لے جائیں گے۔“

”ٹھیک اسی وقت جیس نے محسوس کیا کہ کوئی اس کے پیچھے آکر کھڑا
 ہو گیا ہے۔ گارڈ کی نظر بھی اس کی طرف اٹھ گئی تھی۔

میری بات کا جواب نہیں دیا تم نے۔“ جیس نے گارڈ کو مخاطب کیا۔

”تم یہاں سے فون نہیں کر سکتے۔“ عقب سے آواز آئی۔

جیس نے مٹرنے سے قبل گارڈ کے ہونٹوں پر طنز سے سی مسکراہٹ دیکھی تھی۔
 ”کیوں متباب؟“ جیس نے انہی سے پوچھا۔ ”باس سے وہ کوئی جہاز

ماں ہی معلوم ہوتا تھا۔

”وہ تمہیں بتائی جا چکی ہے۔ لیکن اگر چاہو تو میرے ساتھ کہیں اور چل کر
 فون کر سکتے ہو۔“

”جس تو یہیں سے کہوں گا۔۔۔۔۔ میرے آفیسر نے ہی کہا تھا۔“

”کیا نام ہے تمہارے آفیسر کا۔۔۔۔۔؟“

”اگر تھی اصرافہ“ جیسے نووارد کو گھورتا ہوا بولا۔

”اچھا... اچھا“ وہ سر ہلا کر بولا۔ ”کس ٹکے سے تعلق رکھتے ہیں“

”ٹکڑے صحت سے“ جیسے نے کہا وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں اس شخص کا تعلق

ایسی لایچ سے نہ ہو جس کے بارے میں اس نے کارڈ سے پڑچ کر گھبرا چکی تھی۔

”ہاں ٹکڑے صحت کا کیا کام؟“

”مجھے تو تمہاری صحت میں ایچی نہیں معلوم ہوئی“ جیسے اسے بے زور دیکھتا

ہوا بولا۔

”میری صحت کو کیا بڑا ہے؟“

”تمہارے پیٹ میں کچھ بے معلوم ہوتے ہیں۔“

”صحت بکواس کرو“ نووارد نے ناخوشگوارہ لہجے میں کہا۔ ”فون کرنا ہے تو“

چلو میرے ساتھ۔“

”میں اب سر سے فون کروں گا ہی نہیں۔“

”پھر بھی نہیں میری لایچ تک چلنا پڑے گا۔“

”کیوں؟“

”اس میں تمہارا فائدہ ہے میری مدد کے بغیر تم کا سیاب نہیں ہو سکتا۔“

جیسے نے کان کھڑے ہو گئے اور وہ جہاز دان کو بند دیکھتا ہوا بولا۔

”کیا تمہاری لایچ پر لاسکی ٹیل فون لگا ہوا ہے۔“

”ہی بات ہے۔“ اس نے مسکراتے ہوئے آکر ماری۔

”چلو! جیسے آگے بڑھتا ہوا بولا۔“

”کچھ دُور جا کر اجنبی نے کہا“ چوس فرخست کرنا چاہتے ہو۔“

جیسے چلتے چلتے تک گیا۔ ”کیا میں صورت سے چوس فروش لگتا ہوں؟“

اس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ٹکڑے صحت سے تعلق ہے نا تمہارا؟“

”بالکل ہے۔“

”اور تم جس فروخت نہیں کرتے۔“

”تعلق نہیں؟“

”تو صبر میل کا حکم داتے آئے ہو میں جانتا ہوں کہ ٹکڑے صحت کے غیر

کل ملازم نہادہ تر جس کا کاروبار کرتے ہیں اور ٹکڑے کے سربراہ کو اس کے لئے

مغول معاوضہ داتے ہیں۔“

”تم مجھے فون کال کرانے لائے تھے۔“

”کیا تم میرے بہنوئی جو کہ میں تم پر خواہ مخواہ اسباب کروں گا۔“ جہاز دان

نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ جیسے یہاں تھا وہی کھڑا رہا۔ ٹکڑے صحت اور

جس فروشی؟ بات اس کی سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ پھر وہ تیزی سے اس طرف

پل پڑا جہاں بخورف کو چھوڑا گیا تھا۔ جس اور ٹکڑے صحت کا معاملہ آتا تھا کہ غیر

تھا کہ وہ سوچ سوچ کر مسکراتا رہا۔ لیکن یہ مسئلہ سب پر قرار نہ رہ سکی کیونکہ جو ذرت

اپنی ٹکڑے سے غائب تھا اور دانی بانی لایچ کا بھی دور دورہ تک پتہ نہیں تھا۔

وہ احوال کی طرح دور دورہ جھپٹکتا چھوڑا دانی لایچ کے کسی سے ہیں بھی

دو کھانہ وہی۔

وہ تھا اسے وہی جہاز دان ایک لایچ کے سرے پر کھڑا کھانے والا جس نے

کچھ دیر پہلے اس سے جس طلب کی تھی۔ جیسے نے زور زور سے ہاتھ ہلا کر

اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔

”کہا ہے؟“ وہ وہی منہ خراشا۔

”میں ایک دشنامی میں پڑ گیا ہوں پادرسے بھائی! میری مدد کرو۔ میں کہلا
منسل کر دوں گا۔“

”دعوت سے آکر ڈوک پہنچا گیا۔“

”کیا بات ہے؟“

”میرا ایک ساتھی اور بھی تھا جسے میں دانی یو کے قریب چھوڑ کر فون
کرنے گیا تھا۔“

”اچھا تو پھر؟“

”اب نہ کہیں اس کا پتا ہے اور نہ باقی بیکار۔“

”تو پھر میں کیا کروں؟“

”تم سمجھتے کیوں نہیں پادرسے بھائی۔ جس اسی کے پاس تھی۔ ہم
در اصل اطمینان کے بغیر مال کسی کو نہیں دیتے۔“

”کیا دانی بید پر فروخت کرنی تھی؟“

”ہرگز نہیں۔۔۔ میرا سوال ہے کہ میرے ساتھی سے زبردستی کی
گئی ہے کیا جسکے اعزاء۔ ہزاروں یورو کے کیچرس اس کے پاس تھی۔“

”اگر تم پہلے ہی مجھے بتا دیتے۔“

”چھوڑو دانی باتوں کو۔ اب تو کال کر دو۔ میرے ساتھی کی زندگی خطرے
میں ہے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ حاضر قعدار میں بالکل سنت۔۔۔“

”بھوکا اس مت کرو۔“

”یہ نہیں کرو۔۔۔ میں تمہارے پاس لاؤں گی ہی پر وہ جو درہوں کا حب تک
جس پر پہنچ نہیں جاسکے گی! میں اپنے خاں فیسر کو فون کروں گا وہ بھی میرا ہم قدم
ہے اٹالوی نہیں ہے کہ تم کسی قسم کا خطرہ محسوس کرو۔“

”اچھی بات ہے۔ چلو! جہاز میں طویل سانس کے کہہ لولا۔
وہ جیسے کو لاؤں گے پر لا لیا تھا۔“

”میرے آفسر کی اٹالوی زیادہ اچھی نہیں ہے اس لئے میں اس سے اپنی
ہی زبان میں گفتگو کر رہی تھی۔ اس پر کوئی اعتراض تو نہیں ہوگا۔“ جیسے نے
جہاز میں اٹالوی میں کہا۔

”نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ تم اپنا کام کرو۔ جہاز میں لاؤں گے میرا نام اٹالوی ہے بہت
شریف آدمی ہوں سب سے دیر کسی پر شہ نہیں کرتا۔۔۔ تمہارا نام۔۔۔“

”جی۔۔۔“

”دوڑاں نہ کر عورتی سے مصافحہ کیا۔“

پھر جیسے نے لاسکلی فون پر آپریٹر کو عمران کے فون نمبر بتائے تھے اور جلد
فون رابطہ قائم ہو گیا تھا۔ وہ وہ اپنی کہانی پہلے سے جوئے اس نے کہا۔ میں
بگلی نانی لاؤں گے پر ہوں۔“

”شیک ہے۔۔۔ وہیں ٹھہرو۔۔۔ جس میں پہنچ جائے گی ٹھہر کر دو۔“
دوسری طرف سے عمران کی آواز آئی۔

سلسلہ متعلق کر کے جیسے اٹالوی کی طرف مڑا اور لولا۔ وہ کسی کو بھیج رہا
ہے اور تمہارے لئے کہ تم کو اتنی جس ضرورت آئے گی کہ ایک ماہ تک جیٹ کرو۔
”اٹالوی کو تم اپنا بہترین دوست پاؤ گے! اس لئے ایک بار پھر جیسے سے
مصافحہ کیا۔“

”دانی کیو کیس کی لاؤں گے۔“

”پتہ نہیں۔۔۔ دن بھر درہوں آتی جاتی رہتی ہیں۔“

”جہاز سے نہ جاتے کہاں گئی ہو۔ جیسے کہہ رہا تھا جہاز چلا۔“

”جو کہتا ہے! ہمارا سامنی کسی اور لایح پر سو را کر رہا ہو۔
 ”یہ ناگہن ہے! سے سودا کرنے کا اختیار ہمیں یہی عدم موجودگی میں کسی
 سے بہت نہیں کر سکتا۔ ہمیں ہلا۔
 اور کچھ گھنٹے بعد خود عمران ہی وہاں پہنچا تھا۔ عجب دودھ بر سر جس لایا
 تھا۔

”اب متلا! میں تم لوگوں کے سے کیا کروں۔“ انظر بوجہ دستر ظاہر کرتا ہوا
 ہلا۔

”مگر کھن پر تو ہم سارے لوگ دیکھ میں۔“ عمران نے کہا۔ ”لیکن شاید تم اپنے
 مالک کی اجازت کے بغیر ایسا نہ کر سکو۔“
 ”مالک کی عدم موجودگی میں ہوسے بھر دہم کا جبر کا سکتا ہوں۔“ عجب پر کوئی
 پابندی نہیں دوسرے۔“

”تب پھر اسے تلاش کرنا ہے۔“ عذر دے کر تباہ ہوا۔ ”کال ہاں اس
 کے پاس۔“ ہمیں ہلا۔

”دستوں کے لئے ہاں کی بازی بھی لگا سکتا ہوں۔“ چہرہ ابھی دیکھتے ہیں؟
 ”اترین نے ہمیں کے شانے پر لا کر مار کر کہا۔
 ”میں نے خاموشی اختیار کر لیا تھی۔
 ”عزیز میرے دماغ نے فکر متا دیا۔

جذبات لای پر نامی و بچ کے قریب ہی کھڑا تھا لیکن انعام دیا نہیں تھا۔

”جیسے اس لایح سے آئے کوئی دلچسپی ہو۔“ اس لایگانہ صاف ہے اس لایح کے
 کسی کا اشتہار کر رہا ہو۔ ”میتا ایک آدمی لایح سے امتداد اس کے قریب
 اٹھلا ہوا۔“ یہاں ہی معلوم ہوتا تھا۔

”تم یہاں کیوں کھڑے ہو؟“ اس نے آئے گھر لے ہوئے ہو چھا۔ لیکن
 سوالی اعلانی زبان میں کیا گیا تھا اس لئے جو ذہن ہوتیوں کی طرح نہ چھاڑے
 کھڑا رہا۔

”کیا تم نے سن نہیں؟“

”تم کیا کہہ رہے ہو؟ میں نہیں سمجھ سکتا۔“ جذبات نے انگلیش میں کہا۔
 ”اے... وہ آئے گھر تا ہوا انگلیش میں ہلا۔“ تم یہاں کیوں کھڑے ہو؟
 ”کیا یہاں کھڑے ہوئے ہو کوئی پابندی ہے؟“ میرا تعلق کھڑے صحت سے ہے؟
 ”محب... میرے لئے بالکل ہی اطلاع ہے۔“

”دیکھنا مطلب؟“

”سرکاری ملکوں میں کسی ایسے غیر ملکی کو ملازمت نہیں ملتی جو اعلانی زبانوں
 لکنا ہو۔“

”میں صرف کام کرتا ہوں۔“ جو ذہن نے عجیبہ پیچھے میں کہا۔ ”لےنا میرے
 فرائض میں شامل نہیں ہے۔“

”اعلانی نے کچھ کہنے کے لئے ہونٹ ہلانے تھے لیکن پھر اس نے پشیمانی
 سے سے ریا اور نکال لیا۔ ادا دانت پھیں کر ہلا۔“ لایح پر چلو۔

”جذبات نے متیواز انداز میں پگھیں جھپکائیں۔ لیکن اسی طرح کھڑا رہا۔ اس
 پاس بالکل ساٹھا تھا۔ ان دونوں کے علاوہ اور کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔

یہ حرکت قطعی غیر قانونی ہے۔ نہیں جواب دہ ہونا چاہئے گا۔“ جذبات جھیلے

بچے میں بولا۔

”جلو۔ آؤ میں نے دیکھا کہ جیش دی۔“

جو نعت خاموشی سے لالچ کی طرف مڑ گیا تھا سرے پہلو کوئی اور بھی نظر آستان کے دھاتوں میں بھی دیکھا دیتے۔ کچھ کو گزرنے کا موقع ان کی موجودگی کی بنا پر ہاتھ سے نکل گیا طوعاً و کرہاً اسے لالچ پر جانا پڑا۔ وہ ایک برسے سین میں داخل ہوئے۔ سب سے پہلے جوزف کی جہاز تلاش لی گئی لیکن کوئی ایسی چیز برآورد نہ ہو سکی کسی کی بند پر اس کی شخصیت متنبہ قیامی جاسکتی۔ ”اور... شناخت نامرہ بھی موجود ہے حکم صحت کا انگلیش بولنے والے اٹاوی سننے لگا۔

اس سے نوکریا میں فرار ہوں۔“ جوزف سمجھلا کر بولا۔

”یہ شناخت نامرہ جلی ہے۔“

”کیوں شہادت آئی ہے تہاری۔“ جوزف خرایا۔

وہ کہہ نہ بولا جو اسے جوزف کو دیکھ کر ہار جاتا جیسے کسی سوچ میں پڑ گیا ہو۔ پھر اس نے اپنے دونوں ساتھیوں سے اٹاوی میں کہا۔ ”اسے پیچھے چلو۔“

دونوں نے آگے بڑھ کر اپنے دیوار اور جوزف کے پہلوؤں سے لگا دینے اور اسے لالچ کے پیچھے سے میں لے آئے یہاں اندر امتحان میں سے کسی نے بلب روشن کر دیا پھر جوزف نے یہ شکل خود کو چمک پڑنے سے روکا تھا ساتھ ہی ایک سیاہ نام لڑکی اسٹولی پر بیٹھی نظر آئی تھی۔ جوزف ہی کی شکل کی معلوم ہوئی تھی۔ اس نے بھی اسے آنکھیں جھاڑ کر دیکھا تھا۔ ”اب بتاؤ کہ تم کون ہو؟“ جوزف سے پھر پوچھا گیا۔

”کیا تم نے میرے شناخت نامے پر میرا نام نہیں دیکھا جو نعت خرایا۔“

”تہاری ہڈیاں جو کر دی جائیں گی، اگر زبان نہ کھولی۔“

”میرا نام جوزف موندٹا ہے۔“

”اور یہ لڑکی کون ہے؟“

”تہا نام دماغ تو پہل نہیں گیا... میں کیا ہوں۔“

”لڑکی! یہ کون ہے؟“ اس نے کوڑک کر پوچھا۔

”میں نہیں جانتی۔ پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ وہ مردہ سی آواز میں بولی۔

”باس کر آئے دو۔“ اٹاویوں میں سے ایک نے کہا: شاید وہ پہچان ہی ہے۔“

”فی الحال باس یہاں موجود نہیں ہے۔“

”خود کچھ کرنے کی بجائے مناسب ہی ہوگا کہ اس پر چھوڑ دیں ہر سکتا ہے ہم سے کوئی فعلی سرزد ہو جائے۔“

”ٹھیک ہے۔“

”لیکن لالچ کو یہاں سے ہٹا لے۔“

”کیوں؟“

”جو سکتا ہے کوئی اس کی تلاش میں (دھر آئے)۔“

”جیت اچھا... ہم یہاں سے چلتے ہیں۔“

”تم ہمیں خطرہ نہ گئے، انگلیش بولنے والے اٹاوی نے جوزف سے کہا۔

”اگر کوئی شرارت کی تو زندگی سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔“

”تم لوگ زبردست فعلی کر رہے ہو۔ حکم صحت...“

”حکم صحت سے تصدیق دے جانے کے بعد ہی تہادی گولڈا ہی جو کہے گی؟

جوزف انہیں گھورتا رہا اور وہ نیٹے ٹکے کر کے اوپر چلے گئے پھر دروازہ

بند ہوئے کی آواز نہ آئی۔

سیاہ نام بڑی جھوٹ کو ٹھنسنے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔
 "تم کون ہو جانی؟" وہ بالآخر بولی۔

"میں کون بھی ہوں۔ لیکن تم ان لوگوں کی قیدی معلوم ہوتی ہو۔"

"یہی بات ہے۔ وہ سر ہلا کر بولی۔
 "کیا ختم ہے؟ لیکن خبر دو۔۔۔ کس ملک سے تمہارا تعلق ہے۔"

"نہی خبر ہے۔"

"آہ۔۔۔ تب تو ہم اپنی مادی زبان میں گفتگو کر سکیں گے۔ بعد عرض ہوئی۔
 جھوٹا قلعہ راستہ کے لئے مسکرایا تھا۔
 "گنہ گم ہو کون؟" بڑی اسے گھورتی ہوئی اپنی زبان میں بولی۔
 ان لوگوں سے کسی غلط فہمی کے آثار بھیچے پڑا لیا تھا اگر تم قیدی ہو تو شاید انہوں
 نے مجھے تباہاں ساستی سمجھ لیا ہوگا۔ میں دراصل منکر محبت کا ایک خادم ہوں۔
 "کیا سچ کوئی نذر؟" وہ تلخ ہنسنے میں بولی۔ میرے غلام جہانی کا سامنتی۔
 "میں نہیں سمجھا کہ تم کیا کہہ رہی ہو۔"

"ہناؤ! میرا جہانی کہاں ہے؟"
 "بڑی ایتھن کرو۔ ہماری ملاقات محض ایک اتفاق ہے میں شہار سے یا
 تمہارے کسی جہانی کے پاس سے میں کچھ نہیں جانتا۔"

لاہی کے انہن کی آواز سنائی دینے لگی تھی۔ شاید وہ اس نوک کو چھوڑ
 رہے تھے۔ بڑی خاموشی سے جھوٹ کو دیکھتی رہی۔

"اس کشتی کا مالک کون ہے؟ جھوٹ نے کچھ دیر بعد سوال کیا۔
 "میں نہیں جانتی؟"

"خیر مجھے کیا؟" جھوٹ نے پاپڑی سے شانوں کو جھینٹ دی اور ادھر
 ادھر نظریں دوڑاتے لگا۔

لاہی کا پھلا حصر دراصل اس نذر تھا کھانے پینے کی چیزوں کی وافر مقدار
 کے ساتھ ہی بیٹے ہلانے کا بھی قصا، شاگ دکھائی دیا بہترین قسم کی شراب
 کی لاتعداد بوتلیں ایک الماری میں چپی ہوئی تھیں۔

"واہ۔ جھوٹ بھڑکتا ہوا بولا۔ "یہ بھی کیا یاد کریں گے کہ کسے قید کیا تھا؟
 اس نے الماری سے ایک بوتل نکالی اور مشعل شروع کر دیا۔ بڑی اسے خوفزدہ
 نظروں سے دیکھتا جا رہی تھی لیکن جھوٹ کے نذرانے ایسا لگتا تھا جیسے لب
 اسے وہاں اس کی موجودگی کا احساس تک نہ رہ گیا ہو۔"

"تھ۔۔۔ تم۔۔۔ یہاں شراب نہیں پی سکتے۔" بڑی خوفزدہ دہلچوڑ بھلائی۔
 "کیوں؟" جھوٹ چونک پڑا پھر مسکرا کر بولا "شراب پی کر بالکل بے ضرر
 ہو جاتا ہوں۔ بے حد شریف۔ مجھے ایسا محسوس ہونے لگتا ہے جیسے ابھی ابھی
 پیدا ہوا ہوں۔ اس کا مطلب ہرگز یہ نہ سمجھنا کہ نذرانہ دیدہ بچوں کی طرح شہد
 ہاتھ لگتا ہوں کہنے کا مطلب یہ کہ شراب میری خصوصیت میں اضافہ کر دیتی ہے
 "اگر تم واقعی قیدی ہو تو انہیں قید خانے کی کوشش مت کرو۔" بڑی کی
 سنہ کیا۔

"میں نہیں سمجھا۔"

"تم ان کی شراب پی رہے ہو۔"

"قیدی ان کا ہوں تو پھر شراب کس کی پیوں؟"

"ہیں! تم قیدی نہیں معلوم ہوتے یہاں اس لئے لائے گئے ہو کہ مجھ سے
 کچھ کچھ کہہ سکو۔"

”جودل پہلے سوتی رہو“ جو زفت نے کہا اور ذرا ہی سی ویر میں پوری
 بقل صاف کر دی اور اس پر دھککن لگا کر اسے دوسری چھری ہوئی بکلوں
 کے پیچھے چھپا کر اٹھارہ لایا۔ پتہ نہیں اس قید کی میعاد کتنی طویل ہو اس لئے
 مجھے سختی بہت اختیار ہوتی رہے گی۔
 لڑکی اسے حیرانی سے دیکھتی رہی۔ جو زفت نے طویل انگلی کی لی اور فرش
 پر لیا لپٹ لیا۔

”کیا تم مستقل طور پر رہیں رہتے ہو؟“ لڑکی نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

”ظاہر ہے یہیں کے فکڑ صحت کا قواعد کم ہوں۔“

”یہاں کے فوجیوں کے بارے میں بھی کچھ جانتے ہو؟“

”مجھے فوجیوں سے کیا سروکار خون کا حکم صحت ہم سے متعلق نہیں ہے۔“

”میں یہاں اپنے بھائی کے ساتھ آئی تھی وہ بھی فوجی ہے۔ کرنل سرگسی۔“

”اچھا نام ہے۔“ جو زفت لاپرواہی سے بولا۔ ”اگر میں بھی ناخیر ہو جاؤں

ہوتا تو اب تک جیل میں گھٹنا کھاتا۔“

”تو تم بھی ناخیر ہو چکے ہو؟“

”کبھی ہوا کرتا تھا اب تو کہیں کا بھی نہیں رہا۔“

”یہاں کب سے ہو؟“

”پچھلے پانچ سال سے۔“

”تجربہ دے کر کون سی خدمت رہے؟“

”ہسپتال میں شور چلانے والے سبوں کو ڈانے کے لئے رکھا گیا ہوں۔“

”تھاغاب تمہیں نشہ ہو رہا ہے۔“

جو زفت اٹھ بیٹھا اور لڑکی کو لہجہ دیکھتا ہوا بولا۔ ”مجھے تو تم بھی قیدی

نہیں معلوم ہوتیں۔“

”میں ایک پڑوسی لڑکی ہوں اس لئے تم مجھے بچے جتنے دلی عزت

کی طرح پریشان حال نہ بناؤ گے۔“

”پڑوسہ کچھ کبھی عورتیں بے وقوف ہی رہتی ہیں۔“

”یہ تم کس طرح کہہ سکتے ہو؟“

”سلسلہ سہری بیٹی ہوئی ہے ایک بے وقوف لڑکی۔“

”میر میری تو ابی کہہ رہے ہو۔“

”اگر یہ بے وقوف نہیں ہو تو وقت کیوں ضائع کر دی ہو یہاں سے نکلنے کی جگہ

نکل کر باؤلی کی کہیں۔ میں نہیں جانتی کہ میاؤں دار بھائی کہاں ہے۔ اس

ملک سے بھی نہیں جاسکتی کیونکہ میاؤں دار بھائی بھی اسی کے پاس رہے۔“

”آخر تم اپنے بھائی کو خدا کیوں کہہ رہی ہو؟“

”وہ ملک میں مسلح بغاوت کے خلاف دیکھ رہا ہے یہاں پہنچ کر مجھے معلوم

ہوا کہ کچھ کچھ کچھ الا قوامی جنگوں کے توسط سے اس ملک کا ناخیر ہو چکا۔“

”یہ بات مجھے نہیں کہہ سکتی ہوئی لندن میں ناخیر ہو رہی ہیں اسے قانون

کے خلاف کرنے کی کوشش کر رہی۔“

جو زفت پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہو گیا تھا لڑکی ابھی رہی یہاں

پہنچ کر کچھ شہر بنانا اور اس کے لئے جتنے دلوں کی جنگ چھپ کر

سننے کی کوشش کرتی رہی پھر اسے ہی ایک موقع پر کسی نے پیچھے سے چھ

پر حملہ کر دیا جس کی تاب نہ لا کر میں بے ہوش ہو گئی اور حسیب سے جوش آیا

ہے اسی طرح پہنچوں۔“

”اے... تب تو شاید تھک رہے ہو مگر تم پر کیا گزری۔“

”خدا ہنسے۔“

”تمہارے ساتھ ان لوگوں کو لے کر تارو کیسا ہے؟“

”ہرے ڈیس اس کے علاوہ اور کوئی ملتی نہیں کہ انہوں نے مجھے یہاں بند کر رکھا ہے۔“

”بہر حال۔ تم ان لوگوں سے واقف ہو گئی ہو گین کی مدد سے تیار جانی چیز

فائن طور پر اسکو بنا بھیجنا چاہتا ہے۔“

”ہاں! لیکن ان لوگوں کو کئی کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ

یہاں کی حکومت بھی ان کے خلاف کسی شکایت پر توجہ نہیں دے گی۔“

”یہ تو جرمی عجیب بات ہے۔“

”ان لوگوں کا ظاہر بزنس کچھ ادا ہے۔“

”میں نہیں سمجھا۔ کسی ذرا وضاحت کرو۔“

”تم بہت زیادہ دلی چچی ظاہر کر رہے ہو۔“

”ہو سکتا ہے تمہارے کسی کام آسکوں۔“

”ابھی میں تمہاری طرف سے بھی ملنے نہیں ہوں۔“

”اسی لئے اتنی باتیں کر رہی ہیں۔“ حوزت مسکرا کر بولا۔

”پریشان ذہن باتوں کی زد میں بہہ جاتے ہیں۔“

حوزت سوچ رہا تھا اس لا وچ کی غمگینی کی حمایت بہتونی تو ملی نہ ہوگی

کہیں یہ لاکہ اسے ہیں، وہ قوامی خیر اندیشیوں کی کمانی نہ مستعار ہی ہو۔

مختصری دیر تک خاموش رہی پھر لڑکی نے کہا: ”موتی میسرے باوے میں

نہ جھانسنے کیا سوچ رہا ہو؟“

”سوال یہ ہے کہ وہ ایسی جسم پر تھیں کیوں ساتھ لایا تھا جبکہ تم اس معاملے

میں اس کی ناندھار بھی نہیں ہو۔“

”کسی معقول وجہ کے بغیر وہ یہاں کا سفر نہیں سکتا تھا۔“

”تو وہ معقول وجہ تم تھیں؟“

”اے! میرا اور موتیوں کا ایک مشترکہ بڑھوسا ہی ہے۔ روٹنے میں ہیں باپ

کا بڑھوسا تھا جس کی دیکھ بھال کی ذمہ داری موتی ہی پر ہے۔“

”اچھا۔۔۔ اچھا۔۔۔ میں سمجھ گیا۔“

”ہم اپنے ملک سے اٹل کے لئے خام مال برآمد کرتے ہیں موتی نے مجھے

اطلاع دی کہ یہاں یہاں کا سینٹ کچھ بدلتا ہوا کر رہا ہے اب اٹل ہی ملے گا اس

سائے کو دیکھنا پڑے گا۔ اسے ملک سے ہر سال کے ایک اسی ناہیلتی تھی یہاں

پینچ کر اس نے کہا کہ ایک ایسے ادارے سے رابطہ قائم کرے گا جو اس تم کے معاملات

کی پچھان میں کرنا ہے۔ یہ ادارہ بین الاقوامی غیر اندیش کے نام سے مشہور ہے۔

”میں الا قوامی خیر اندیش؟“ حوزت مسکرا کر خیر انداز میں بولا۔ نام تو بڑا خوب

صورت ہے۔“

”لیکن وہ خطرناک لوگ ہیں۔ بین الاقوامی فورسز کا ٹولہ ہے۔“

”سوال تو یہ ہے کہ انہوں نے تمہیں کیوں قید کیا ہے؟“

”میرزا خیال ہے کہ انہوں نے میرے بھائی کی لاعلمی میں مجھ پر نظر رکھی تھی؟“

”خام مال میں مونگ پھلیوں یا کچے چولے کے علاوہ اور کیا برآمد کر سکتی

ہوگی۔“

”صرف مونگ پھلیاں! ہمارے زمینوں پر مونگ پھلیوں کی کاشت

ہوتی ہے۔“

”اس کے علاوہ بھی اور کوئی پیکر معلوم ہوتا ہے۔“

”میں نہیں سمجھی تم کیا کہنا چاہتے ہو۔“

کو بکا رہا تھا۔

لڑکی خود ذرا غصا کرنے لگی تھی۔ وہ جھپٹ کر دیوار کے قریب پہنچی اور انوکھ کام کا سوچا کہ اس کے پیچھے لگی یہ بچھاؤ... بچھاؤ۔ وہ جھپٹ کر زیادہ پل گیا ہے... پاگل ہو رہا ہے۔

”میں نہیں سمجھا ہوں گا...“ غصی ٹھہری۔ ”جو زوت دھاڑ۔“
اور پھر ایک ایک تہہ بیک تہہ خانے کا دروازہ کھلا تھا اور دروازوں کے پیچھے چھپائے تھے۔ ”مٹھرو۔“ ان میں سے وہی غریبا جو انگلیش بول سکتا تھا۔ جو زوت جھپٹتا ہوا ان کی طرف مڑا اور قہقہہ لگا کہ بولا۔ ”میرے تو عیش پر نگہ بھائی... تم لوگ فرشتے ہو جانتی ہو نہیں...“
”اے اے تو کیا یہ تمہارے باپ کی ہیں۔“

”باپ... باپ کہیں ہے... میں تو تیتھ ہوں۔“ جو زوت کلک کلک کرنا دیا
بولا اور پھر دباؤ میں مار مار کر روسنے لگا۔ ”آدھی رات اب بھی اس کے ہاتھ میں
تھی۔ روٹے روٹے خاموش ہو کر اس نے دو گھونٹ لئے اور پھر دباؤ میں
مارنے لگا۔

”اے اے اے پوسے چلو۔“ اطالوی نے اپنے سامنے سے کہا۔ ”لا تھو پر ہا ہا ہا“
کر ڈال دیں گے اور منہ پر ٹیپ چپکا دیں گے۔
”میرا خیال ہے کہ اسے یہ بول چل سہم ہی کر لینے دو خود ہی خاموش ہو جائے۔“
گا۔ ”ڈر سراجولا۔“

جو زوت کی یہ حرکت اب بھی جلدی تھی۔ روٹے روٹے خاموشی ہوتا اور
دو گھونٹ لے کر پھر روٹے لگتا۔ لڑکی کا خوف دور ہو چکا تھا اور وہ سے خاموش
ہنسنے جا رہی تھی اور یہ دونوں بھی اس جویشن سے غلامی غلو تو ہو رہے تھے

بوتل خالی کر کے جو زوت ایک بار پھر لپٹا اور فرش پر ڈھیر ہو گیا لیکن
وہ اب بھی آہستہ آہستہ کچھ کہے جا رہا تھا۔

وہ دونوں اس کے قریب پہنچے اور اس کو اٹھانے کے لئے جھکے اور
پھر انہیں اس کا اندازہ کرنے کی سعی نہلت نہیں ملی تھی کہ جو زوت نے کس
طرح ان کی گردنیں پکڑ کر مٹھکائے تھے۔ اور خود قلابازی کھا کر مٹھکھا ہوا تھا
پھر وہ انہیں دوبارہ سنبھلنے کا موقع دینے والا کہاں تھا اور دوسری بار ان کے
سر فرش سے ٹکرائے تھے۔

لڑکی دم بخود کھڑی تھی۔ اسی درمیان میں جو زوت نے اسے انوکھ کام
کا سوچ بچ آت کر دینے کا اشارہ بھی کیا تھا اور اس نے کسی حیرت زدہ کے
سے انداز میں تعجب کی کٹی تھی۔

دونوں اطالوی اب بے ہوش چلے گئے تھے اور جو زوت لڑکی سے کہہ رہا تھا
”تو تیرا بھائی ہے۔“
”تت... تو... تم نشے میں نہیں ہو۔“ لڑکی بو کھلائے ہوئے انداز میں
بولائی۔

”نشے کی بات کہہ رہی ہو تم... بس ذرا سی گری آئی ہے خون میں پتا
میں کیسی شہاب ہے۔“
”اب کیا ہو گا؟“

”تمہاری اور میری رلائی۔“ اوپر صرف ایک سی ہی ہو گا۔ ”انجین بوم میں۔“
جو زوت نے ان دونوں کی جامع تلاش کے بعد ایک دیوار پر ہاتھ کیا۔
”اے اے اپنے قبضے میں کر کے ان کے ہاتھ پیر باندھ دیے۔“
”تم نہیں سمجھو؟“ اس نے لڑکی سے کہا۔ ”میں اؤ پر جا رہا ہوں۔“

”مغنی اس نے گریہ فغان پر اٹھادی میں جس کے بارے میں گفتگو نہیں کرنا چاہتا تھا، ایکس چیلنج پر ہادی گفتگو مسمیٰ جاسکتی ہے۔“
”جیسے تو اس کا خیال ہی نہیں کیا تھا“ انٹرنیو نے کہا۔

”اور مجھے بہت جلدی تھی۔ بحث میں وقت نہیں ضائع کرنا چاہتا تھا۔“
”میں اپنے اطفال کو پس لیتا ہوں۔ دوست“ انٹرنیو اس کے شانے پر ہاتھ مار کر بولا۔

”وہ چوتھے ڈرک کے قریب پہنچنے والے تھے، انٹرنیو نے انہیں بتایا۔“
”اگر ہائی لیو وہاں بھی نہ ہوتی تو پھر؟“ جیسمن نے سوال کیا۔
”تو پھر وہ کھلے سمندر کی طرف نکل گئی ہوگی، اگر تمہارے ساتھی کو غرق کیا جاسکے“ انٹرنیو نے سرد ہجے میں کہا۔ ”جس پچھین میں گئے اور اس کا لونا گھونٹ کر پانی میں پھینک دیں گے۔“

”ایسے بے وقوف آدمی کا میری انجام جونا چاہیئے؟“ عمران نے غصیلے جھینپ کر کہا۔
”ایسا نہ کہو، اس کے پاس خبردار میرے کسی چرس ہے۔“ انٹرنیو نے غصہ بھری نگاہ میں کہا۔

”لو بیچ کی رفتار اس نے کم کر دی تھی۔ ڈرک نزدیک تھا۔ دفعتاً اس نے فتح کا غور دکھایا۔“ ہے... ہے... ہائی لیو موجود ہے۔“

”کیا ایسی ہنڈیشن میں ہے کہ تم اس کے بلا ہر ہی ایک ٹکڑے کو؟“ عمران نے انٹرنیو سے پوچھا۔

”بالکل ہے۔“

”بس تو پھر بھی کرو۔“

”وہ تینوں انجین روم ہی میں تھے اور دل بیچ سمندر کا سینہ چیرتی تیزی سے ایک سمت چلی جا رہی تھی۔ انہوں نے اب تک دو ڈرک دیکھے تھے لیکن وہاں ہائی لیو کا سراغ نہیں ملا تھا۔“

”جیل کا اسٹرکچر انٹرنیو ایک زندہ دل آدمی ثابت ہوا تھا۔ تینوں اسس اس طرح کھل کر گفتگو کر رہے تھے جیسے برسوں کے ساتھی ہوں۔ انٹرنیو کہہ رہا تھا، ”میرا مانگ بہت مست آدمی ہے، کبھی کبھار غریبی متاھدہ کا سیکڑا بیچ استعمال کرتا ہے اور یہ کبھی نہیں دیکھتا کہ اس کی عدم موجودگی میں کتنا اذیت من فزع ہوتا ہے لہذا تم لوگ بالکل پرواہ نہ کرو تمہارے ساتھی کو تلاش کے لیے ہم لوں گا لیکن ایک بات یہ ہے ہی سے بتاؤ کہ میں ذرا قیام پر لڑائی بھڑائی سے دور رکھتا ہوں۔ اگر ایسی کوئی بات ہوتی میں دور سے ہوشیار تھا۔“ انٹرنیو نے کہا۔

”تم جھوٹ کیوں بولے تھے؟“ وقتاً انٹرنیو نے جیسمن سے سوال کیا۔

”میں نہیں سمجھا یا بسے جانی...“

”تم نے کہا تھا کہ تمہارے ہینڈلر، اٹلاوی، اچھی نہیں ہے لیکن یہ تو میرے کھلے اٹلاویوں کی طرح گفتگو کرتا ہے۔“

”خدا! اس نے مجھے فون کرنے سے قبل ایسی کوئی بات کہی ہوگی؟“ عمران بولا۔

”ہاں اسی وقت...“

”صبح آہستہ آہستہ ترقی ہوئی مانی یو کے قریب جائی کہ اندر لنگر ڈال دیا گیا
 ”اب مجھے کیا کرنا ہوگا؟“ انٹو یو نے پوچھا۔
 ”کچھ بھی نہیں؟“ فریڈ بلا۔ ”تم اپنی لائیج پر مشورے کے ہم دیکھیں گے کہ ہمیں
 کیا کرنا ہے۔“
 ”تم مجھے برقوم پرچار دوست پاؤ گے۔“
 ”حیثیت بہت شکریہ؟“ عمران نے ہانا اور جیسن سے ہللا۔ ”فی الحال تم بھی
 یہیں مشہور۔ میں مانی یو پر ہمارے ہوں۔“
 ”اوکے... یور سیمپلی...“

پھر ایک لمبی جھانگ اسے مانی یو کے مرثیے پر لگی تھی لیکن اسے
 کسی مزاحمت کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ جانوں طرف سناٹا تھا۔ دفعتاً اس نے دیکھی
 آواز میں کہا۔ ”میں تافن کے نام کیپٹن کو مخاطب کر رہا ہوں۔ یکمین سے باہر آؤ۔“
 لیکن جب میں نہ کوئی آواز سنائی دی اور نہ کوئی مرثیہ ہی برسرِ عمران بنی
 پریسٹر پر ہاتھ رکھے ہوئے آہستہ آہستہ روم کی طرف بڑھنے لگا۔ پھر ہانک
 اس نے ”باس کا نمرہ سنا تھا۔ آواز جوزف ہی کی تھی۔ وہ سچن روم کی بغلی کھڑکی
 سے سرٹکاٹے اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا۔“

”فرمائیے... کہاٹھ مل میں۔“ عمران نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا
 جوزف کے حاتمہ نکل پڑے۔

”سب ٹھیک ہے باس۔ اس وقت لائیج میرے پیچھے میں ہے لیکن
 میں اسے چلا نہیں سکتا۔“

عمران نے اچن روم میں پہنچ کر دیکھا کہ لائیج نریش پر بندھا پڑھا ہے۔
 جس کے منہ پر شپ چکا دیا گیا تھا۔ اور اس کے قریب ہی ایک سیاہ نام لڑکی تھی

”کیا کچھ ہے۔“ عمران جوزف کو گھورتا ہوا بولا۔

”نہیں کچھ بھی نہیں۔ کل تین آدمی تھے۔... اور یہ سبے چاری۔“

”اس سبے چاری کا قصہ بتاؤ۔“

”ہمارے مطلب کی کہانی ہے باس۔“

”تم سے صرف تگمائی کے لئے کہا گیا تھا۔“

”میں کیا کرتا یہ لوگ نہ بددستی سمجھ لائیج ہلائے تھے، جوزف نے
 کہا اور لائیج کی کہانی دہرائے لگا۔“

عمران کی نظر اس اطالوی پر تھی جو ایک گوشے میں بندھا پڑا تھا جوزف
 کے خاموش ہونے پر بولا۔ ”یہاں یہ پیلا کام ہوا ہے لڑکی نے اپنے بھائی کا
 ہتھ نہیں بتایا۔“

”تو نہیں باس۔“

”تم نے پوچھا تھا۔“

”میں نے سبب بھی معلوم کرنا چاہا... بات اڑا لینی۔“

”اچھا... اچھا... دیکھیں گے۔“

”یہ اطالوی کے علاوہ اندر کوئی زبان نہیں بول سکتا۔“ جوزف نے قیدی
 کی طرف اشارہ کیا۔ ”نہیں ایک ایسا بھی ہے جو انگلش جانتا ہے اور میرا
 خیال ہے کہ وہی کیپٹن بھی ہے۔“

”تم نہیں مشہور گئے۔ مجھے نیچے جانے کا راستہ دکھا کر واپس آہواؤ۔“

جوزف نے تعمیل کی تھی اور پھر لڑکی کے پاس واپس آ گیا تھا۔

”وہ... کون تھا؟“ لڑکی کے کپکپاتی ہونے کو انہیں پوچھا۔

”میرا نامک۔“

”لیکن وہ اطالوی نہیں معلوم ہوتا۔“

”وہ ساری دنیا کا باشندہ ہے۔ تم اس کی فکر نہ کرو۔ وہی تمہاری
بھی مدد کرے گا۔ یہیں اس دلدل سے نکالنے کا۔ تیسری دنیا کے ساتھ
ملک اس کے اپنے ملک میں مگر یہ بہت بڑی بات ہے کہ تم اب بھی فوج پر
اعتماد نہیں کر رہے۔“

”جہنیں۔۔۔ ایسی تو کوئی بات نہیں۔“

”مچھر کیوں نہیں بتائیں کہ کنٹری گونگی کہاں مقیم ہے۔“

”بے اعتمادی کی بات نہیں ہے۔ چوتھیں وہ اب کہاں ہو۔“

”پچھلے کہاں تھے؟“

”ہم وہ فوجی رہنما نہیں سمجھتے تھے۔ سوٹ فیریا نہیں ہمارے سنے

خصوصی تھا۔“

”حمیک ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ تم رہائی کے بعد وہاں نہیں جاسکتی

”میں خود بھی نہیں جانا چاہتی۔ پچھلے مجھے معلوم ہونا چاہیے کہ سرنگی کی کیا

حیثیت ہے اگر وہ عمارت ہے تو میں اپنے ہی ماتحتوں سے مار ڈالنا پسند کرتی

”شاباش! تم ایک شیرازی لڑکی ہو۔ تم ہمارے ہی ساتھ رہو گی۔ باس میرا

کہنا نہیں ٹالے گا۔“

”مٹوڑی میرے بعد عمران واپس آگیا اور اس اطالوی کی طرف بڑھا جس کے

ہاتھ پر بندھے ہوئے تھے۔“

”یہیں اطلاع ملی تھی کہ لڑکی ایک پیچک کالہ رنگی ہے۔“ اس نے

اطالوی سے کہا۔ ”لیکن تم لوگوں نے ایک سرکاری آدمی کے ساتھ بہت جرات کر لیا۔“

”بہر حال احتیاطاً ہمیں بھی انگلیشن دینا پڑے گا۔“

اس نے اپنے کانڈے پر ملے ہونے کیلئے سے ہاتھ ڈر مک میریونج
نکالی جو سیاہ رنگ کے کسی سیال سے جڑی ہوئی تھی۔ انگلیشن لگتے ہی اطالوی
کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ عمران اس کے ہاتھ پر محسوس نہ کیا۔ پھر منہ پر چاٹنا
ٹیپ بھی نکال دیا۔

”اے! اٹھ کر میرے ساتھ چلو۔ اس نے جھڑ سے کہا۔ لڑکی تو بھی
ساتھ ہی رہو گی۔“

جھڑ نے جے ہوش اطالوی کو کانڈے پر ڈالا تھا اور وہ اسے ایک
کیبن میں لے گئے تھے جہاں کوئی بستر موجود تھے۔ اُسے ایک بستر پر ڈالی دیا گیا۔

”اب ان دونوں کو بھی ایک ایک کر کے یہیں لاؤ۔ عمران بولا۔“

جھڑ چلا گیا تھا۔

”عمران لڑکی سے بولا۔ ”کیا تم اپنے بھائی کے پاس جانا چاہتی ہو۔“

”میں کچھ نہیں جانتی۔۔۔ جھڑ سے میری پوچھنا۔“

”اچھا۔۔۔۔۔ چھا۔۔۔۔۔!“

جھڑ ایک ایک کر کے انہیں لایا اور ”دونوں بھی جے ہوش تھے اور

ان کے ہاتھ پر بھی کھلے ہوئے تھے انہیں بھی احتیاط سے نشانہ کیا۔

”اب واپس چلو۔“ نشان بولا رہنا سہنے کو اور جھڑ کو عجیب

نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے جھڑ نے بھی محسوس کر لیا تھا اور شاید وہ عمل

ہی کے طے پر کچھ شرمناک سا لگ رہا تھا۔

”بیکل پور واپس پہنچے تو انٹرنیٹ کی حریت قابل دیدہ تھی۔ شاید اسے قریب

تھی کہ لڑکی کی پرستار مقرر ہو گا۔ اور سادہ فام آدمی کے ساتھ ایک سادہ فام لڑکی
کا اتحاد اسے ایسا ہی گم رہا تھا جیسے خواب دیکھ رہا ہو۔ لیکن اس سلسلے میں

کوئی سوال کرنے کی بجائے اس نے اس چرس کی خیریت دریافت کی تھی
جیسے جس کے بیان کے مطابق جو نعمت کی تحویل میں ہونا چاہیے تھا۔

”بہت چالاک ہے۔“ عمران بولا۔ ”وہی کیونکر مرے پر قدم رکھتے ہی اس
نے بڑی صفائی سے پانی میں چھینک دی تھی۔“

”ہزاروں برس کے اسوال،“ متونیو بڑا بکا رہ گیا۔

”ارے یہ تو ہوتا ہی رہتا ہے اس بزنس میں۔“ عمران نے لاپرواہی سے کہا
”یہ لڑکی کون ہے؟“ اس نے عمران کو الگ الگ سنے جا کر آہستہ سے پوچھا۔
”یہ بھی اچانک ہی گھر سے تعلق رکھتی ہے وہ اصل میرے آدمی اس کی
تلاش میں آئے تھے۔ بس اب تم چپ چاپ یہاں سے لکل چلو میں نہیں چاہتا
کہ تمہاری لاپرواہی ان کی نظروں میں آئے۔ وہ ابھی تک اسے نہیں دیکھ سکے۔“

”میں نہیں سمجھا۔“

”میرے ہوش پڑے ہیں۔ تین گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہیں آئیں گے۔“

”یہ تو بہت اچھا ہوا۔ کیا خطرناک لوگ ہیں۔“

”جہت زیادہ۔“

لاہری متونیو دیر بعد ڈوک چھوڑ رہی تھی اور عمران متونیو کے قریب ہی
موجود تھا۔

”تم ہمیں ڈوک میری قین پر اتار دیا۔“ عمران نے اس سے کہا۔

”پھر کبھی ملاقات ہوگی یا نہیں۔“ اس نے مخموم جیسے میں پوچھا۔

”کیوں نہیں... کیوں نہیں...“ اگلی بار تو میں یہیں ایسا سٹوڈنٹوں کا گھر

جی خوش رہ جائے گا۔ ہم نے چرس کا ایسٹس بھی کشید کر لیا ہے۔“

”وہ کیا ہوتا ہے؟“

”میں ایسا ہے۔ ایک تنکا ڈبو کر کسی بھی سگر سیٹ پر اس کی ایک بیکر کھینچ دو
اور عام بالائی سیر کرتے چھو۔ ایک اونس کی قیمت امریکہ میں یا پانچ ہزار ڈالر ہے۔
اسے بھائی خرود... دو چار ہی فطرے بھی۔ مجھے اپنا پتہ بتا دو خود ہی
ملیوں گا۔“ متونیو گھٹکیا یا۔

”نہیں... یہ منسا سب ہر گا... میں خود ہی تم سے مل لوں گا تمہارے
قوسطے سے دو کس پر محفوظ بزنس ہو سکے گا۔ معقول کمیشن دوں گی گا اور تمہارے
اپنے استعمال کا سالہ محنت!“

”تم مجھے ایک دغا دار ترین دوست پاؤ گے۔ وہ ملان کے ساتھ پہنچا رہا
سکر ہوا۔“

ڈوک برفروں پر انہیں اتار دیا گیا۔ یہ ایک ویلان ساحل تھا اور اس وقت
یہاں بھی ایک لائق نظر آدمی ہی تھی۔

”یہاں سے ہم کہاں جا سکیں گے باس۔“ جوڑن نے چاندل طرف نظر
دوڑاتے ہوئے پوچھا۔ ”خود ڈوک کسی گاڑی کا بھی پتہ نہیں تھا۔“

”چاندل بھی جائیں گے انشا اللہ پیدل ہی جائیں گے۔ جیسے خوش ہو کر بولا۔

”آپ بہت خوش نظر آ رہے ہیں۔“ عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”تھکنا مٹا لی یاد آ رہا ہے۔“ آخر کار جوڑن نے ایک لڑکی جن ہی دی۔

”جس نے بولا اسے شاید ابھی تک زینا نامی کسی کی کہانی نہیں معلوم ہو سکی تھی

”کیا تم نے اسے کچھ نہیں بتایا۔“ عمران نے جوڑن سے پوچھا۔

”قبائلی مرضی کے بغیر کوئی کام کرتا ہوں باس۔“

”ٹھیک ہے... ٹھیک ہے...“ عمران سر ہلا کر بولا اور جسین کو

انکڑ میں اس کے پاس سے جانے لگا۔

”کیا آپ کو لایوچ پرانگی کی موجودگی کا علم تھا؟ حسن نے پوچھا
 ”سرگرم نہیں۔ اتفاقاً تھریڈ ریٹس سے۔ میں نے تو فیض اس لئے لایوچ کی
 نگاہی شروع کر لی تھی کہ وہ خیر اندیشی کے سربراہ کی بنی ملکیت ہے اور
 وہ کبھی کبھی مکے سمندر میں رقت گزارتا ہے۔ آجکل، اپنے بیڈ کارڈ میں
 موجود نہیں ہے۔ میں نے سوچا شاید لایوچ پر ہے۔“
 ”تفصیل...“

”لایوچ پر بھی نہیں ملا۔ لایوچ کا علم نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہوگا۔ یہاں اس
 کے آدھیل میں سے کسی کو بھی علم نہیں ہے کہ وہ کہاں ہوگا؟“
 ”جیسے کچھ نہ بولا۔ وہ سب پیدل ہی ایک مہانتب چلے جا رہے تھے۔
 ”آخر ہم کہاں چلے جا رہے ہیں۔“ جیسے تھوڑی دیر بعد پڑا ہوا۔
 ”ہی کچھ دور اور چل کر ہم گاڑی کا انتظار کریں گے۔“ عمران بولا۔
 ”کیا عالم ہاں سے آئے گی۔“

”کہیں میں پھر تیار ہے جس سے پر ڈاڑھی نہ لگا دوں۔“ عمران اسے گھرنا
 دیا اور۔

”اے عزیز! وطن میں میری تشریف حق بہانہ ہے۔“
 ”جیسے ریادہ گاڑھی اردو نہ لیتا... اوجھا... بیگ سے فون
 کسی کو مہانتب اسے پکا ہوں گاڑھی ابھی پہنچ جائے گی۔“
 ”اچھا آپ نے گاڑھی اردو کا لالہ آخر میری تشریف دور ہو گئی تھی۔“
 ”میں تمہارے وجود کو ختم شیوہ سے نابھک دوں گا۔“ عمران اسے گھونٹ
 دکھا کر بولا۔

”اے باپ!۔ اے اتنی گاڑھی ملتی سے نہیں اتنی پورے تھی۔“

”کان پڑو۔ میں غفر الملک نہیں ہوں۔“
 ”یہ پیچھے؟“ جیسے اپنا کان پڑ کر بولا۔ ”مطلب ہمارے پیچھے۔“
 ”میں نے کہا تھا کہ میں تمہیں ہاں سے مار دوں گا۔“
 ”ایسی شاندار اور دو میں مارنا ہے تو میں حیار ہوں۔“
 ”بیکراں بند کرو اب بہت محتاط ہو کہ کام کرنا ہے جو سکتا ہے کہ
 یہ کرنل موکھی... ایڈلڈ اسکے مارے میں کچھ جانتا ہو۔“
 ”ایڈلڈ...“

”اے... خیر اندیشی کا سربراہ...“
 ”مگر یہ اطلاوی نام تو نہیں معلوم ہوتا۔“
 ”صوفی نہیں ہے کہ اٹلی میں صرف اطلاوی ہی پہنتے ہوں۔“
 ”خوش نیشی کا ہو سکتا ہے۔“

”مجھے تو کچھ لاطینی امریکن سا لگتا ہے۔ لیکن مندری نہیں ہے کہ میرا
 خیال درست ہے۔ ہوں۔ ناموں میں کیا رکھا ہے آخر میں بھی تو انگریزی۔“
 ”عبدالحق رہ چکا ہوں... اور ہو... گاڑھی آکر ہی اب بالکل خاموش رہنا۔“

”دو دو کا وسیع ریکریشن ڈال کچھ بھرا ہوا تھا۔ ڈانس فلو کے گرد
 قہقہے تھی کہ رقص کرتے والوں اور فیض تماشاخیوں میں امتیاز نہ کرنا مشکل
 اور تھا نئی نس کے بڑے ہاتھوں والے لڑکھل اور مونا لڑکیوں کا
 سحرک جہوم اور بلند آہنگ موسیقی کچھ اس طرح گڈ گڈ ہو کر رہ گئے تھے کہ

ریکٹر ٹین ہال آوازوں کا جھل معلوم ہوئے لگا تھا۔

جیس جی اسی جیڑ میں ایک اداوی ہوئی کے ساتھ مقرر تھا پھر ہوا تھا۔
 میکہ آپ میں تھا اور اس کا دوگ آنا تھا مقرر تھا کہ اس پاس کی دوسری
 نوکیاں اسے لپائی سوئی نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔ وہ یہ نہیں مقرر تھا
 پھر ہوا تھا شروع سے اب تک کرنل موگی سے اس کا معینہ فاصلہ برقرار
 ہی رہا تھا اس کی ہر قسم بھی ایک اطلاوی عہدیت تھی جس کے چلنے کا راز
 اس کی اپنی شخصیت سے ہم آہنگ نہیں تھا۔ صاف ظاہر ہوا ہوا تھا کہ
 وہ کرنل موگی کے گھنٹا ٹیمٹ پر مدی اترنے کی کوشش میں لگی ہوئی ہے
 مقرر ہی مقرر ہی دیر بعد دونوں بے شکم کے قہقہے بھی لگاتے جا رہے تھے
 جیس کی ہر قسم کی وحشت زدہ ہر کی طرح چوکیاں مقرر ہی تھی
 سبکی وہ موگی سے اپنا فاصلہ برقرار رکھنے کے سلسلے میں اس کا ساتھ نہیں
 دے پا رہا تھا۔

”مقرر سے تو قابل نہیں معلوم ہوتے۔“ اس کی ہر قسم قریب
 اگر اس کے کان میں چنی۔

”میر سے اندر کرنی چیز ٹوٹ گئی ہے۔“ جیس نے کسی خاتون داخل
 نگار کے جیلے کا اداوی ترجمہ کر دیا۔ یہاں آنے سے قبل وہ خواتین کے کلمے
 ہونے اور سب سے کھنڈل بے تھا شہنشاہ تھا۔

ہر قسم رک کر اسے گھورنے لگی لیکن جیس بدستور مقرر کے بار بار تھا
 ”تم کیواس کہہ رہے ہو۔“ وہ بان نہ بولی۔

”یقین کرو۔“

”کوئی حالی چیزوں میں سرزد کی ہڈی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔“

”میرا گرو ٹوٹی ہوئی تو کم کھڑے نہیں رہ سکتے تھے۔“

”ایک عساکر ہوا لی جیس کا حوہ کر دیا تھا۔“ جیس نے سسکی لی۔

”آخر کس رئیس سے آئے ہو تمہاری باقیں عجیب ہیں۔“

”میں ساری دنیا کا باشندہ ہوں۔“

”نام کیا ہے۔“

”جیس۔“

”بہت خوب صورت نام ہے۔“

”کیا کہو۔۔۔“ ”مقرر سے اردو میں آواز آئی۔“ باپ کے دیس

میں یہ نام کال معلوم ہوتا تھا۔“

اس سے عمران کی آواز چھان لی تھی۔ لیکن مڑا نہیں تھا۔

”میرا اس نے دیکھا کہ کرنل موگی اپنی ہر قسم سیٹ ستراب کے
 آواز کی طرف جاتا تھا۔“

”کچھ بیوگی؟“ جیس نے اپنی ہر قسم سے پرچہ۔

”ایسی میں صرف ناپتا جا رہی ہوں۔“

”میں دم جوں لینا چاہتا ہوں شاید وہ چیز میرے معذہ میں ٹوٹی ہے۔“

”تم جاؤ میں تنہا باقی رہوں گی۔“

”شکر۔۔۔“ وہ اس سے ڈٹ کر کاڈنگ کی طرف بڑھ گیا۔ کاڈنگ

پر ان موگی کے قریب ہی نظر آیا لیکن بغاوت وہ اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔

”میری ہر قسم چہک رہی تھی اور اس کی نظروں سے بڑے گلاس پہنچ سوئی تھی

جو تیار اس کے لئے بھرا ہوا تھا۔ پھر دونوں نے اپنے اپنے گلاس سے

چلیں میں اور انہیں کاڈنگ پر کھڑے کھڑے کھڑے عمران کا بازو دیکھا۔ یہی طرف متوجہ

کرنے کے لئے آدھے دھڑے آدھرا کھٹ گیا تھا۔

”آپ کی مطلوبہ شراب موجود نہیں ہے سی فمہ باز نندہ نے عمران سے کہا اور وہ فائدہ سنا اٹھا میں سمجھتا ہوں کہ نندہ کے قریب سے ہٹ گیا۔

جس نے اُسے بھڑ میں غائب ہوتے دیکھا خود اس نے باز نندہ سے لایم جوس اور سوفا طلب کر لیا تھا۔ لیکن تب اس کے کہ باز نندہ اس سے کچھ کہتا وہ جلدی سے لولا۔ ”مجھ پر اسان کہہ جاتی۔ میرے محلہ میں آگ لگی ہوئی ہے“

”اچھا... اچھا... وہ اسے غصے سے دیکھتا ہوا بولا۔
”السر... بری بلا ہے... مجھے شراب نہ پینی چاہیئے تھی۔“
”اچھا کسی فور... میں متا کر رہا ہوں دو تین منٹ کی تاخیر کے ساتھ۔“
جس کا نندہ پر ہاتھ پکڑا کر اس کی بھرپور شاید اس کی طرف سے بالکل لا پرواہ ہو گئی تھی۔

تھوڑی دیر بعد باز نندہ نے اُس کے سامنے لایم جوس کا گلاس رکھ دیا کرن موگی اور اس کی بھرپور کے درمیان کسی مسئلے پر بحث چھڑ گئی تھی سوگی کو اوبھی آواز میں دوسرے سن کر جس اس کی طرف دیکھنے لگا۔

”تم گندی کتی ہو۔ ذیل عورت...“ اس نے عورت سے کہا تھا۔ اور پھر عورت کا زمانے دار تھپڑ موگی کے گل پر پڑا تھا۔

”کالے سر! سب خوف نہیں ہے تو اتنی ہی کہیں لیتے ہو۔ وہ ملن جہاں کرنی جیج موگی بہت زیادہ نشے میں معلوم ہوا تھا۔ تھپڑ کھاکر مرش پر جا گیا تھا۔ جبکہ اسی وقت جس نے عمران کو اس کی طرف بھپتے دیکھا وہ اسے فرش سے اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ جس آگے بڑھ کر عورت سے بولا۔ اس میں پسینہ کھڑی ہے تم اسے معاف کر دو۔ نندہ منہ نہ لگاتا۔

عورت نے غصیل نظروں سے اُسے دیکھا اور فرش پر زور سے پاؤں مار کر دوسری طرف موگی عمران نے موگی کا مٹایا اور اس کی کمر میں ہاتھ دپے ایک جانب لے چلا تھا۔

باز نندہ نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا۔ لیکن جس نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ ”ادانگی میں کدلی کا نگرمت کرو۔ بے چارہ موگی۔ سوٹ نمبر پالیس میں مقیم ہے۔ ہم اسے اس کے بستر پر پہنچا دیں گے۔“

باز نندہ کچھ نہ بولا۔ جس نے پرس سے کئی نوٹ نکالے اور اس کے سامنے ڈال دیئے۔ پھر وہ بھی عمران کی جانب بڑھ گیا لیکن وہ سے منٹ کی طرف سے جانے کی بجائے صدارت دروازے کی جانب لے جا رہا تھا۔

باہر ایک لمبی سی کار شاید چپے ہی سے کھڑی تھی ڈرائیور نے دروازہ کھولا اور عمران نے موگی کو بچھلی سیٹ پر ڈال دیا جواب بالکل خاموش ور پے جس دھڑکتے ہوئے چلا تھا۔

”فراسے لے جاؤ۔“ وہ جس کی طرف مڑ کر بولا۔ ”میں اس کے کمروں کی تلاش کروں گا میری داسپی سے قبل پرش میں آج سائے تو اس سے کسی قسم کی گفتگو نہ کروں... اور نہ کسی سوال کا جواب دیا...“

”اوہ... کے پور جیسی...“

جس کے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ وہ ان میں کیا ہونے والا ہے اس سے نہیں یہ کہا گیا تھا کہ موگی کی نگاہ لے کرے اور اگر وہ اپنے کمرے سے باہر نکلے تو اس کے قریب ہی قریب رہنے کی کوشش کرے۔

جس اگلی صبح پر ڈرائیور کے قریب بیٹھ گیا اور گاڑی چل پڑی۔ وہ آبادی سے باہر ایک عمارت میں مقیم تھے عمارت کیا تھی۔ ابھی خاصا قلعہ

تو راجہ دیکھ کر ہنس کر ہنسی اور ہوشمندوں کی طرح اسے سلا میں مناتی ہوئی
دیاں سے رخصت ہو گئی تھی۔

دفترا گئی سنہ دروازے پر ہلکی سی دستک دی اور جیسں چونک کر
بولے۔ "آپا۔"

ایک اطالوی لڑکی کمرے میں داخل ہوئی۔

"کیا آپ کے لئے کھانا لگانا چاہئے؟" اس نے ادب سے پوچھا۔

"مغزور... مغزور! جیسں بولا۔ "سی نور جوزف کھانے سے پیلے پیٹے بھی ہیں"

"تو پھر پیلے شراب نوشی کے لاد بیچ میں شریف لے چکے۔"

"اعطو سامے" جیسں نے اردو میں کہا۔ "انتظام ہو گیا ہے۔"

"کیا ہو گیا؟"

"شراب نوشی کے لاد بیچ میں چلو۔ کھانے کو کہنے آئی تھی میں نے

کہ میرا دوست کھانے سے پیلے پیٹا بھی ہے۔"

"تم سالہ اندہ سے فرشتہ سے جوزف خوش ہو کر مٹھتا ہوا بولا۔

"اگر باہر سے ہے" جیسں نے آنکھیں نکالیں۔

"بالکل ٹیڈی معلوم ہوئے... ڈور بھی نہیں ہوتا تو ہم پاگل ہو جاتے۔"

"حد ہو گئی حرامی ہیں کی شراب کا نام سننے ہی چپکے لگا سالا" جیسں

دروازے کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

لڑکی انہیں شراب نوشی کے لاد بیچ میں لائی اور باہر پر مار کر خود ہی دو

ٹکاس نکالتے۔

"صرف یہی پئے گا" جیسں جلدی سے بولا "میں پیلے ہی سے جھرا جا ہوں"

لڑکی جوزف کو گلاس مٹھا کر بولی تھی "کھانے کے کمرے میں میز تیار لے گی"

بھروسہ چل گئی تھی۔

"اس ایک بار گلاس سے آگے بڑھنے کی سمت سوچنا" جیسں بولا۔

"اچھا... اچھا! جوزف نے میری ہی سے کہا۔ اب اسے تو حرام نہ کر دے"

پھر وہ اس طرح پتار پڑا۔ جیسے کوئی حدس فریضہ انتہام دے رہا ہو گلاس نکالی

کر کے بولا۔ "میں نے کھانے کا ادارہ ہی ترک کر دیا تھا۔"

"کیسں نہیں! پیلے سے پیٹے میں شراب کی دلہل نہ ہو تو کھانا کہاں جا کر

عزق ہو گا۔"

"کیا تم ہی شراب سے لغت کر رہے لگے ہو؟"

"صرف تو پیلے اسز جیسں کو میرا پنا پسند نہیں ہے اپنے پاس کے

ساتھ بڑتا ہوں تو مجھے کوئی بھی نہیں مدد کر سکتا۔"

"تب تو پھر تم عادی نہیں ہو۔"

"عادی بڑتا بھی مجھے پسند نہیں ہے۔"

پھر وہ کھانے کی میز پر ہی تھے کہ طرائی آدم کلاس نے جوزف کو گورڈ کر لیا

"مم... میں کچھ نہیں جانتا" جوزف نکلا "اس شریف آدمی نے سر پر

نہان میں بھوکا سر ہاؤں۔"

"تم نے پلانی تھی؟" عمران جیسں کی طرف دیکھ کر غریبا۔

"کھانے سے قبل دال بکلی ٹھیک۔"

"اچھا... اچھا... سمجھوں گا تم سے جیسں۔"

"اب نہیں کھائیں گے۔"

"میں مدافون میں کھا چکا ہوں۔"

بیب... باس میں بے قصور ہوں" جوزف کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔

”تم مجھے قتل کر دو لیکن ایسی کوئی سزا نہ دو کہ زندہ درگور ہو جاؤں۔“
 ”تم وعدہ کرو مگر آئندہ کبھی موت کے مار میں لاکھ نہیں لگاؤ گئے۔“
 ”میں جیسے ایمان نہیں چوں باس۔ ذاتی لبر و مال کی پہلی برکت مجھے میں
 ملی گیا تھا اور دوسری اس لئے ملی تھی کہ طوکی کو زندہ کر کے اس کا نہیں اس کی
 مدد کے لئے بلوانا تھا اور نہ بھولان کر کسی طرح قابو پاتا۔“
 ”خیر، خیر... میرے سوٹ گاؤں میں کل کے لئے تین دو چلتی موجود ہیں
 سفر میں تین سے زیادہ ہرگز نہیں چلیں گی۔“
 ”تم دیکھتا ہو باس؟“ جوزف کی آواز رفتہ آہستہ ہو گئی۔
 ”دیکھتا ہوں... تو لوگ تو مجھے آدمی بھی نہیں رہتے دو گئے۔“ عمران نے
 غصے سے بچہ میں کہا اور اٹھ گیا۔
 ”ایک ہاتھ دیر ہو چکی،“ جیسے وہ اعتراض کر رہا تھا۔
 ”کیا ہے؟“
 ”آفرود ایک ہی ٹپک میں کیوں دیر لیا نہ ہو گیا تھا۔“
 ”کیا تم نے نہیں دیکھا تھا کہ گاؤں میں ہیں اس کے قریب ہی کھڑا ہوا تھا۔“
 ”وہ تو کچھ تھا۔“
 ”میں تو پھر سو فٹ اونچے برآمدی کی ایک چٹکی کا کام کر گئی تھی۔“
 ”بہت گاڑھی ہے۔“ جیسے کان پکڑ کر بولا۔
 ”ایک ایسا سو فٹ جس کی دھڑکی مقدار ہاتھ تک کا داغ لٹ سکتی ہے۔“
 ”اب اسے یاد آ گیا کہ عمران نے گاؤں پر ہیکر بار بندہ سے کہا تھا
 اور تباہی دہی وقت مرگئی کے گلاس کے ساتھ کوئی کارروائی بھی ہو گئی تھی
 ”طوکی کو جہاں اس کی موجودگی کا علم نہ ہونے پڑے۔“ عمران کچھ سوچتا

ہوا بولا۔

”وہ بہت پریشان ہے باس۔“
 ”کچھ بھی ہو۔ آسنی الحال ہر معاملے سے لاعلم رہتا ہے۔“
 ”وہ بھی اسی عادت میں ہے۔“ جیسے بولا۔ ”آپ کیسے چھپا سکیں گے۔“
 ”کیونکہ تم جانتے ہو کہ وہ اس عادت میں کہاں ہے۔“
 ”جہاں! مجھے نہیں معلوم کہ وہ اسے کہاں لے گئے ہیں۔“
 ”حالانکہ تم ہی اسے یہاں لائے تھے۔“ عمران بانیں اٹھ کر بولا۔
 ”جیسے نے لا پورا ہی اسے شافٹ کو جنٹیش دی اور کاغذی ٹپکس سے ہاتھ
 صاف کرنے لگا۔ جوزف بھی کچھ اٹھا کھا چکا تھا۔
 ”کھانے سے مارخ سوکر دونوں اپنی اپنی خواب گاہوں میں چلے گئے تھے۔
 عمران نے تھوڑی دیر بعد جوزف کی خواب گاہ کے دروازے پر دستک دی
 وہ سویا نہیں تھا۔ دروازہ کھول کر دیکھتا تھا۔ عمران نے کمرے داخل ہو
 کر اسے جھنسنے کا اشارہ کیا تھا۔ بل جبر کے لئے جوزف کی آنکھوں میں الجھن
 کے آثار نظر آئے چھوڑ پوری طرح عمران کی طرف متوجہ ہو گیا۔
 ”اب تمہارا کام شروع ہو گا۔“ عمران بولا۔
 ”سو باس؟“ جوزف کی آنکھوں میں خاص قسم کی چمک ابھری۔
 ”ہم میں سے کوئی بھی مرگئی کے سامنے نہیں جائے گا اس لئے تمہیں
 گنگو کوئی ہے۔ گنگو کے دودان میں تم اس کی بہن کا کوئی حوالہ نہیں دو گئے۔“
 ”سوال ہی نہیں پیدا ہوتا باس... میں سمجھتا ہوں۔“
 ”دوسری بات۔“ میری معلومات کے مطابق خیر اندیشوں کا سرمایہ
 بہت کم بیڈ کو لہر سے خیراتر ہوتا ہے۔ اگر کہیں جاتا بھی ہے تو اس

کے کسی نہ کسی ماتحت کو اس مقام کا علم ہوتا ہے جہاں وہ گیا ہو۔ ایکس
بہاؤدات وہ کسی کو کچھ بتائے بغیر بھی غائب ہو جاتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ
بہت ہی خاص مواقع ہوتے ہیں۔

”ہو سکتا ہے۔“

”کیا ہو سکتا ہے؟“

”تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ شاید کوئی اس مسئلے پر روشنی ڈال سکے۔
شاید ایشیا زوہانتہ جگہ رہی ہے تمہاری... میں ایسے ہی موڈ میں
تھیں اس سے ملنا ہے۔ اسلو کی اسٹوٹنگ وہ بھی کسی ملک میں نکلتی کرتی
کے لئے بہت ہی خاص سٹوڈ ہے۔ ہو سکتا ہے وہ اسی سٹیٹ میں کہیں گیا ہو۔
بہر حال معلوم کر سکیں اصل بات یہ ہے کہ اسلو کہاں سے سرحد کے پار جانے
لاہو سکتا ہے... ایڈولڈا ایسے بے حد خاص کام اپنی نگاہ میں کرتا ہو...“

”میں سمجھ گیا ہوں... لیکن اگر اس نے نہاں دکھولی تو...“

”تم پراؤنڈ فائر وہ چکے ہو...“

”میں بھی معلوم کرنا چاہتا تھا۔ جو زوت کے وائٹ نکل پڑے پھر ایک
بیک سیجیڈ نظر آئے گا۔“

”کیوں... کوئی رائیخاں...“

”اپنی نسل سے ہونی واقف ہوں۔ وہ مشکورہ بولا۔ کیا کوئی کسی طرح
میں تمہارے بارے میں مجھ سے کچھ گھٹا سکتا ہے۔“

”دوسری یہ ہے کہ ہم کوئی کسی کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔“ گراہ
لہی گزریں پہلے ہی بولا۔ ”خود اس سازش کا سربراہ ہے ایک دوسرے کا
... بہر حال دونوں ہی صورتوں میں اس کا خدشہ ہے کہ وہ خاموشی سے

محاصرے۔ کچھ بتائے بغیر... ہذا اب اپنے پراؤنڈ فائر ہونے والی بات
تھوٹ جاؤ... دوسری تجویز سنو۔“

اودھو دو آہستہ آہستہ اسے کچھ سمجھاتا رہا تھا۔ جو زوت کسی سر ملاتا اور
کبھی اسے خود سے دیکھنے لگتا۔



دوسری صبح جیس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ جب اس نے
جوزف کو سترین قسم کے ٹوٹ اور بے دارغ سفید فیض میں بیوس دیکھا لگے
میں شرج رنگ کی ٹائی تھی اور اس نے اپنے بال کسی خوش سلیقہ آدمی کے
انداز میں ستارہ کے تھے۔ نیلی ہولسٹر کٹ کے اوپر سے بھی مایاں تھا ایسا معلوم
ہو رہا تھا جیسے کسی خاص مقصد کے تحت اس میں یہ تبدیلی واقع ہوئی ہو۔

ناشتے کی میز پر گراہ نہیں تھا صرف وہی دونوں تھے۔ جیس بائیں آنکھ دیا
کر بولا۔ ”کیا وہ ابھی تک سو رہی ہے؟“

”جوتہ نہیں...“

”تو تم نے اتنی محنت خواہ غواہ گھڑائی ہے۔“

”تم کیا سمجھ رہے ہو؟“ جوزف اسے گھورتا ہوا بولا۔

”کچھ بھی نہیں۔ ویسے اس وقت ہیل سلاسی کے فزڈنگ لگ رہے ہو۔“

جوزف کچھ نہ بولا خاموشی سے ناشہ کرتا رہا۔ ناشتے کے بعد وہی لڑکی

میں داخل ہوئی جس نے پچھلے رات جوزف کو کھانے سے پہلے شاپ ہلائی تھی

”تھوڑی دیر ہوئی ہے۔“ اس نے جوزف کی طرف ہاتھ اشارہ کیا۔

جیس نے اُسے جیسے کام مقبوم سمجھایا تھا اور وہ اظہر کر لاکھ کے ساتھ کمرے سے باہر نکل آیا۔ جیس رہ گیا تھا اس کا مطلب یہی تھا کہ فی الحال اُسے کسی معاملے سے کوئی سروکار نہیں۔

کوئی راہنما دینے کے لئے کرنے کے بعد نکل کر ایک کمرے کے ساتھ ٹکی ہتی اور جوزف کو اندر جانے کا اشارہ کرتے ہوئے کمرے کی تختی حوالے کی تھی۔ حنف نے قفل میں کئی گھبراہٹ کا دروازہ کھولا اور ایک دم اندر داخل ہو گیا اور دروازہ بند کر کے وہ اسی جگہ کھڑا کر لئی تو مگی کو گھورتا رہا جو بستر پر بیٹھا اسے حیرت سے دیکھتا رہا۔ پھر دفعتاً سنبھل کر غصیلے لہجے میں و۔

”یہ کیا قصہ ہے اور تم کون ہو۔“

جوزف نے ہاتھ اٹھا کر اُسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ انداز میں سڑ مہری تھی۔ آہستہ آہستہ چلتا ہوا اُس کے قریب پہنچا اور کسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔ ”کیا کچھ چل سالت والی حرکت تمہارے مشن میں شامل تھی۔“ اُس نے باخفا سرد لہجے میں پوچھا اور مگی کے کپڑوں سے پر جو انیاں اڑنے لگیں۔

”جواب دو۔“ جو جیس نے رک رک کر پوچھا۔

”نہیں...“ مگی ہلکلائی۔

”اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم اس کام کے اہل نہیں ہو۔“

”مم... میں... بہت پریشان تھا۔ مگر پیچھے سے جاؤ تم کون ہو۔“

”یہ ضروری نہیں ہے۔“

”چچر میں اُسے تسلیم بھی نہیں کر سکتا کہ میں اس وقت کسی غیر متعلق آدمی سے گفتگو نہیں کر رہا۔“

”تمہاری ہی بات کہیں ہے؟“ حنف اُسے گھورتا ہوا غرا آیا۔

”جب... بہن... وہ... وہ... وہ!“

”ڈیل کر اس!“ جوزف بغلی پر سطریر ہاتھ رکھ کر دہاں۔

”یہ غلط ہے! میں انقلاب کا حامی اور وفادار ہوں۔“

”بکواس بند کرو۔“

”تم آخروں کو... میں نے تمہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا۔“

”انسانی حیثیت ہی کیا ہے کہ تم ہر ایک کو دیکھ سکو۔“ جوزف نے سخاوت

آئینہ پیچھے میں کہا وہ مونس کہ ہاتھ مگی مرعوب ہو گیا ہے اس لئے سازش

کا سرخوردہ نہیں ہو سکتا۔ اس سے اونچے رنگ سی کا کوئی آدمی ہو گا جو خود ملک

سی ہیں بیٹھا رہا ہے ہو سکتا ہے کوئی طاقت ور جنرل ہو۔

مگی نے سختی سے ہونٹ پیچھنے لئے تھے۔ شاید خود پر قابو پانے کی

کوشش کر رہا تھا۔

”تم فی الحال معطل کر دیئے گئے ہو۔“ جوزف آہستہ سے سرد لہجے میں بولا

”یہ... یہ کیسے ممکن ہے۔“ مگی نے جھڑپائی ہوئی آواز میں کہا۔

”اس وقت تک اسی حالت میں رہو گے جب تک کہ مطلوبہ مال سرحد

نہیں پار کر جاتا۔“

”تم کوئی بھی ہو میں تم سے کچھ نہیں چھپاؤں گا۔ تمہارا انقلابی شعار ہی

کا ہی تم نہیں لگایا جا سکتا۔ پہلے تم میری پوری بات سمجھو تو سنو۔“

”سنناؤ۔“ جوزف بیزارگی سے بولا۔

”ہن میرے ساتھ ہی تھی لیکن ایک دن میں نے محسوس کیا کہ وہ چھپ

کر میری اور اہل لاداکھی گفتگو سن رہی ہے ہن میں نے اسے اٹھا کر ایڈ لاک ٹیڈ

میں ڈھال دیا۔ انقلاب ہی کی قسم تھا کہ کہتا ہوں کہ آج تک یہ بھی جاننے کی کوشش

نہیں کی کہ ایڈلا فافنے اُسے کہاں رکھا ہے اور وہ کس حال میں ہے۔
جب تک اس طرح سرحد پار نہیں کر جاتا۔۔۔ جانا بھی نہیں چاہتا۔ یہ میں نے انقلاب
ہی کے لئے کیا ہے۔ اگر تم ایک ضرور دار آدمی ہو تو اپنے دلی پر ہاتھ رکھ کر سوچو
کیا کوئی بھائی اسے گواہ کر دے گا۔“

”ہو سکتا ہے تم پر کچھ دہے ہو جو جوزف نے لاپرواہی سے کہا، لیکن
اگر پورے ”بوجھ“ کے حکم سے... اس کی تعمیل ضرور ہوگی۔ آج سے چار بج
میرے ہاتھ میں ہے۔ اگر سلو بوجھ مخالفت سرحد پار کر گیا تو قبضہ پندرہ تین دو بار
بھل کر بھجائے گی۔“

”بچے منظور ہے۔“

جوزف نے جب سے ایک نقشہ نکال کر سامنے پڑی ہوئی چھوٹی میز
پر بٹھلادیا۔ پھر اس کی ”تھکوں“ میں دیکھتے ہوئے بولا ”کیا پوزیشن ملے ہوئی
ہے۔۔۔؟“

”موگی نقشے پر چبک گیا۔ اور ایک جگہ انگلی رکھ کر بولا۔“ یہ کو مو جھیل
کے معرکے کنارے پر ترمیمی کی گود ہے۔ یہاں ایڈلا کا اسٹیو پورے مغربی
کنارے پر مایہ نری کرتا ہے۔“

جوزف نے پینٹل سے نقشے پر نشان لگایا۔ پھر موگی بولا۔ ”جی اسٹیو
اسٹو بائیس کے ”کو مو جھیل“ سے ”میزو مو جھیل“ میں داخل ہوگا اور دیہاتے
برگیا کیلئے کے دھانے پر تک جائے گا۔ دریا بے برگیا کیلئے میں چھوٹی کشتیاں
چلتی ہیں۔ وہاں اسٹو اسٹیو سے تار کر ان کشتیوں میں پار کیا جائے گا اور پھر
ایڈلا داخو واپسی گزرتی میں کشتیوں کو سرحد پار کر دے گا۔“
جوزف نے پھر نقشے پر نشان لگائے اور موگی کو فور سے دیکھنے لگا۔

”ایڈلا داخو میں سے۔“ اس نے کچھ دیر بعد سوال کیا۔

”ہاں! وہ اس معاملے کو ماتحت پر نہیں چھوڑ سکتا۔“

”یہاں نہیں تکلیف نہیں ہوگی۔“ جوزف اٹھتا ہوا بولا۔ ”لیکن اگر تم
نے قرار ہونے کی کوشش کی تو کوئی مادی جائے گی۔“

”بس اب خاموش رہو۔“ موگی اچانک ”بھیر گہ“ میں غبار نہیں ہوں۔
وقت اُسے ثابت کر دے گا۔“

جوزف کچھ کہے بغیر خاموشی سے باہر نکل گیا۔ نقشہ تبہ کہہ کے اس نے
بیب میں رکھ لیا تھا۔ اور باہر نکل کر دو دھارے کو متعلق کرنا نہیں سمجھتا تھا۔

”تھوڑی دیر بعد اراں اپنے کمرے میں اس کی بیٹی مٹھو لکٹا ہوا نظر آیا۔
”یہ کام ہوا ہے۔“ وہ سر ہل کر بولی۔ ”اب تم عیش کرو۔“ چھ تو عیش دو بارہ
بھائی...“ ”فیکسی کی بہترین شراپ چیا نی...“

”بہترین بھائیوں سے تو میں تنگ آگیا ہوں باس! دوسرا کچھ تیر ہوئی پاس میں۔
یہ جوں ہی ہے باہل ایسی ہی گتی ہے جیسے ڈھنڈا دست۔“ کہنے والی کوئی دوا
”شیرہ تو یہاں ممکن نہیں مٹھو بیٹی۔“
”خیر میری قسمت۔“

”دوسری بات! اب تم اس عمارت سے باہر قدم نہیں نکالو گے تمہارا
کام ختم۔“

”یہ تو مشکل کام ہے۔“ اس نے۔

”نانی یو کا علم تمہاری شکل نہیں بھلا سکے گا۔ جیسے کو انہوں نے دیکھا
ہی نہیں مٹا۔ میں کسی نہ کسی طرح کام چھوڑ دوں گا۔ لیکن ابھی تک ایک ٹپ
ایسا سامان دریافت نہیں ہو سکا جو تمہیں گھلام بنائے۔“

”میں پہلے ہی کان پکڑ چکا ہوں۔ پرہیزگاری“
 ”میں نے پوچھا تھا ذات کیوں نکلے پتہ رہے ہیں۔“
 ”کوئی شے کی قسمت پر اختیار مسترد کر رہا تھا۔“
 ”کیا مطلب؟“

”میرا خیال ہے کہ اس لوگ نے بلا غرض سے آدمی بنا ہی دیا۔“
 ”سفر کی تیار ہی کرو وہ لوگ کے باپ کا کارنامہ بتے عمران نے خفیہ سے بھیجیں کہا



مشابہتوں کی سیٹی میٹھی جھپک سے معمور تھی اور جھیل کی طرف سے
 دلی نکل پڑا اس کے جھونکے گھور کی زمیں میں سفید سرسبز شاخیں پیدا کر رہے تھے
 شہر ج عذاب برپا تھا۔ مسیحی کی تفریح گاہوں میں بڑی چھل پہل تھی۔
 اور اس سب سے زیادہ شہر کے کپڑے پائے والی کا تہوار تھا۔ محل گنگوہی پر لوگوں کی
 نظر پڑتی تھی۔ لوگ ناز اور نوک گیتوں کا گرا بھونکا آگیا تھا۔ ہر جگہ میں
 گولی ایک قدم کو گیتار کے تاروں پر سنبھال لگا لگا کہاں کہاں نظر آتا۔ پھر
 کال ہی کے کسی کردار کی طرف سے گانا شروع کر دیا۔ گیتار کے تاروں پر
 پڑی سے اس کا ہاتھ چلتا۔ لوگ تاروں سے متاثر ہو کر دیتے اور نوجوان
 شایر اس کا نثر لکھ رہا تھا۔

فرور۔۔۔ فرور۔۔۔ اب اس نامعقول کو بیچ دینا۔ عمران نے کہا۔
 ایسے ہی ایک لمحے میں کپتان انھوں نے سے کو بھی گیتار تھا دیا گیا اور
 اس سے روانہ کی آغاز میں لطیف کی فرمائش کی گئی۔

”دوستو! یہ ایک مشکل کام ہے۔“ وہ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”لطیف نے
 جسے کی چیز ہے۔ ان میں موسیقی کا کیا کام۔۔۔“

”اب میں اسے کیا کروں۔“
 ”بہنہ تباری دوپٹے میں کام ہی تھری۔“
 ”ماگ ہو۔۔۔ تہا ہری مٹھی!“

”میں اور جین کچھ دنوں کے لئے یہاں سے جا رہے ہیں۔“
 ”میں سمجھتا ہوں۔۔۔۔۔ اب تمہیں کہاں چھین۔“
 ”بہر حال ٹرکی اور اس کا جہاز دو دنوں ہی تھری ذمہ داری میں دوں
 کا سامنا نہ ہونے پائے۔ ویسے لوگ شریف معلوم ہوتی سے جو کچھ بھی
 جاتا ہے اس کے خلاف نہیں کرتی۔“

”آپ۔۔۔۔۔“ وہ فوجت چونک کر بولا۔ ایک بات تو مہربان ہی
 زبانی ایک اطاری ٹرکی کا بھی ذکر کیا تھا جو ٹائی کیو پر اس کے ساتھ تھی۔
 ”کب وہ بھی قیدی تھی؟“

”نہیں۔ زلیخا کی دیکھ مہال کے لئے تھی لیکن پھر ان تینوں سے اس کا
 جھگڑا ہو گیا تھا اور وہ چلی گئی تھی۔“

عمران نے شافوں کو جنبش دی اور دوسری طرف دیکھنے لگا۔
 ”تو پھر اب میں اپنے کمرے میں جاؤں؟“ جھڑپ نے جانی سے کہا۔
 شاید اس کا نثر لکھ رہا تھا۔

فرور۔۔۔ فرور۔۔۔ اب اس نامعقول کو بیچ دینا۔ عمران نے کہا۔
 ایسے ہی ایک لمحے میں کپتان انھوں نے سے کو بھی گیتار تھا دیا گیا اور
 اس سے روانہ کی آغاز میں لطیف کی فرمائش کی گئی۔

”دوستو! یہ ایک مشکل کام ہے۔“ وہ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”لطیف نے
 جسے کی چیز ہے۔ ان میں موسیقی کا کیا کام۔۔۔“

جین ہاتھ جھڑپ کرکڑا کر گیا۔

جیسے بھی بنے کام چلاؤ چارہ سے! ایک صورت چنچ کر بولی۔
 اچھا تو سنو! وہ تامل میں مضرب لگا کر لولا۔

بیسے کے بعد گیت بھی بولا۔ دوسری صورت چنچی۔

”ڈن ڈن مزدور بولا۔ بہت سی آوازیں آئیں۔

”دیکھا جائے گا۔ پہلے تم تعین تو سنو!“ انھوں نے نہ گھبرا کر مضرب لگا کر کرنا شروع کیا۔ اسپین کا ایک بیوقوف طالب علم انگلستان کی سیر کو گیا۔ شہر و
 شہروں کا پھر دیکھا کہ ایک بہر وطن سے ملاقات ہو گئی۔ اس نے کہا شہر و
 میں کیا رکھا ہے۔ دیواروں میں گھومو پھرو اور زندگی کا لطف اٹھاؤ طالب علم
 نے کہا اعتبار دل کا کہاں شہر وں میں تو بڑی موجود ہیں۔ بہر وطن نے کہا کہ جہاں
 انگریزوں سے جہاں نواز ہوتے ہیں۔ اقل تو تم شہر وں کے آس پاس کے دیہاتوں
 میں جاؤ۔ دن بھر گھومو پھرو اور شام کو واپس شہر آ جاؤ اور اگر دیہات ہی میں
 رات ہو مہلے تو تم کسی بھی گھر کے دروازے پر دستک دے کر گت لگائے
 کی درخواست کر سکتے ہو۔ وہاں رات کا کھانا بھی ملے گا اور بستر بھی پھر بیچ
 ناشہ کے صاحب خانہ تمہیں رحمت کر دے گا۔ بات سمجھ میں آگئی۔ بیوقوف
 طالب — نکل کھڑا ہوا دیہات کی طرف — اس نے سوچا۔ یہ تو بڑی اچھی
 تدبیر ہے ایک وقت کے کھانے اور ناشہ کے پیسے بھی بچیں گے دن بھر کو
 چھرا اور دیدہ و دانستہ دیہات ہی میں رات کر دی۔ پھر ایک چھوٹے سے مکان
 کے دروازے پر دستک بھی دے بیٹھا ایک بوڑھے انگریز نے دروازہ کھولا اور
 طالب علم نے رات گزارنے کی درخواست پیش کر دی۔ حالت بہت سرد تھی طالب علم
 کے دانت بچ رہے تھے۔ بوڑھے انگریز نے کسی قدر تذبذب کے ساتھ کہا ہمارا
 جہاں آج سردی بہت ہے۔ ہم سب بستوں میں گھس چکے تھے اور بارہ

پاس صرف دو ہی کمرے ہیں ایک میں ہم لوگ سے بڑی سوتے ہیں اور
 دوسرے میں بے بی پھر وہ آسے لیکن میں نے کیا جو کچھ بچا کھا تھا اس کے
 سامنے رکھا ہو بولا۔ ہمارے کمرے میں تو گھر نہیں ہے۔ ایسا کر دیکھ بے بی کے کمرے
 میں سو جاؤ۔ طالب علم نے سوچا بے بی رات کو اگر جاگی اور اٹھنے دھونے لگی تو
 خواہ مخواہ اس کی نہ خراب ہوگی اور اخلاقاً اچھا کرنا سے قتل دلا سادگی و دہرہ
 سلطان بڑے گا اور گرجا خارج ضرور ہے۔ جسی فاسد کرنا چاہا اور مصیبت چوڑی پہنچا
 اس نے بڑی سعادت مندی سے کہا نہیں! آپ بے بی کے آرام میں خلل اندازی
 نہ کریں وہ سو گئی ہوگی سب بجاہ کرم مجھے ایک کھیل دے دیجئے میں براہ کرم
 میں پیش پریت جاؤں گا۔ بوڑھے نے کہا یہ مناسب نہیں معلوم ہوتا سردی بہت نیا
 براہ کرم میں اگر جاؤ گے تو کھیل نہ لائی ہوگا۔ ہمارے احمق اگر کرے گا بے بی میں سیاح
 ہوں براہ کرم خانی میں بھی ایک کی بے بی میرے لئے بہت بڑا بہر حال اسی منہ پر
 اکر کہ اس سے ایک کھیل لیا اور براہ کرم میں چڑھا۔ سردی بچ بہت فضا
 تھی حالت بھر کھیل بیٹھے اگلیں بیٹھ کر گیا۔ دانت بچے رہے عیب دیکھا کہ بیچ ہو
 رہی ہے تو دینا دینا بیٹھ گیا لیکن فینہ کہاں بہر حال بوڑھے نے اگر سے ناشہ
 کے لئے اٹھایا تھا ناشہ کی میز پر ڈھکی ہوئی ہے۔ بوڑھے کے علاوہ ایک بچہ جوان تو اناؤ
 خوب خدمت لڑکی بھی نظر آئی۔ بوڑھے سے طالب علم سے کہا ہماری بے بی سے دو
 اور یہ بونقل کی طرح مر چھاؤ۔ اسے دیکھا کہ بے بی جگ بولی میرا نام
 میرا ہے۔ اور تمہارا نام۔ طالب علم نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ میرا
 نام۔ میرا نام ڈیم ول ہے۔

قتبوں کے شور سے پورا میدان کو بیخ اٹھا اور العزہ کے گیارہ بیجا
 لگا گئے۔ اگر دینا میں احمق نہ ہوتے تو ہم بٹنے کو قریں جاتے۔

ان کا دم فنیست ہے۔۔۔ دینا انہی کی وجہ سے جنت ہے۔

اگر مجھے کوئی واقعہ مل جائے تو میں اسے متنبی کروں گا۔

اس طرح۔۔۔ بقیہ زندگی امام سے گزر جائے گی۔

”مل گیا۔۔۔ مل گیا۔۔۔“ مجھے میں سے کسی نے پیچ کر کہا۔ یہاں ایک

ایسا بے وقوف موجود ہے۔

افروز سے خاموش ہو گیا۔

مجھے سے سہرا آواز آئی۔ یہ بیوقوف آدمی پوچھ رہا ہے کہ یہ شخص لطیف

سنا کر دھنسنے کیوں لگا ہے۔ دوسرا ہے، ٹیگٹا کر یوں بھرا رہا ہے۔

افروز نے نہ زور وار قہقہہ لگایا اور بولا۔ ”لاؤ۔۔۔ اسے میرے پاس

لاؤ۔ میں اسے ضرور متنبی کروں گا۔“ آباؤ میرے پاس۔

ایکسا آدمی مجھے سے لکل کلاس کی حرف بڑھا جو ان اور خوش شکل تھا

لیکن چہرے پر طاقت طاری تھی۔

”خوب منتخب؟“ افروز سے منہ کر بولا۔ ”واقعی معلوم ہوتے ہو۔“

ابنی کپڑی طرح روشنی میں آگیا تھا۔

”کہاں سے آئے ہو؟“ افراوی تو نہیں معلوم ہوتے۔

”یونانی تھوں؟“ اجنبی نے جواب دیا۔

”ارے افلاطون اور ارسطو کی سرزمین پر مجھے تم جیسے پائے جاتے ہیں۔“

”انہی کی وجہ سے تو پائے جاتے ہیں میری عقل کتابوں نے جراثیم سے۔“

”طالب علم ہو؟“

”اور محقق بھی۔ لیکن بے بی کے لئے انگلستان جانا پڑے گا یہاں تو کوئی

مل نہیں۔“

”کیسے ہو؟“

”نہیں۔ میرے سامنے ایک بیوقوف اور بھی ہے لیکن وہ میری طرح

معاذی سے ظاہری نہیں دلی سکتا۔“

”اسے بھی بلاد؟“ افروز نے زلفہ دلی کا منظر دیکھ کر تار تار

”ابو بھائی۔۔۔ تم بھی؟“ احمق سے متوجہ کر کے گراڈاؤزی

دوسرا بھی اسی کے قریب اکھڑا اٹھا۔

”یہ کیوں پوچھتا ہے؟“ افروز نے پوچھا۔

”منہیں؟ یہ عرب ہے۔“

”کہاں متفق ہو؟“

”کیسے بھی نہیں! بالآخر سے اگر سیدھے دوسری چلے آئے ہیں۔“

”تم دونوں میرے مہمان رہو گے جب تک دلی جاوے عیش کرو۔“ افروز نے

سننے کہا اور پھر تبسم جمہور لگینا دیکھانے لگا۔ اس بار اس نے ایک اپنی نگرانی

دیکھا۔ اس کی پشت حمار آواز دور دور تک پھیل رہی تھی لیکن پھر ایک اس

طرح خاموش ہو گیا جیسے سر پر سیاہ لکھا ہو اس کا ایک ماتحت تیزی سے اس

کے قریب پہنچا تھا اور آہستہ آہستہ کچھ کہنے لگا تھا افروز نے کے چہرے پر

غضبناکی کے ستارے نظر آتے تھے اور وہ پرتو پرتو دھاوا ڈھاتا۔ ”میرا موڈ خراب

کر دیا تم نے۔“ اسے سنیں کیوں نہیں لیتے آئے۔

”وہ نہیں آئی۔۔۔ بے حدام بات ہے۔“

”اچھا۔ میں جا رہا ہوں۔“ دونوں میرے مہمان ہیں تم انہیں فنیلی پنے ٹیو

میں سے باور منجھ سے کہنا میرے مہمان ہیں۔ تمام کریں گے۔ میرے صاحب میں

”میں بس شکریہ؟“ اجنبی احمق ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”ہو کل میں بے بی کہاں ملے

گی۔ ہم کسی بے بی داسے کو تلاش کریں گے تمہارے لطیف سے فائدہ نہ اٹھایا تو کچھ

میری طرف سے

الفرز سے کہ گفتگو کے اس اعلان پر ہنسی اٹھئی اور اس نے شانے سکڑ کر کہا: "تو یہی مرضی! کبھی کبھی ہلتے رہنا۔" ویسے آدمی معلوم ہونے پر کہتا ہوں
الفرز سے کہ لو کہ قصہ بابت ہے کسی سے بھی میرا پتہ معلوم کر کے تیرے تک پہنچ سکتے ہوں
"اسنے بے پروا میں پہنچ ہی نہیں سکوں گا۔"
الفرز نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا: "اس سے چل پڑا تھا اس کے ذہن جو توں
کی دھمک دے وہ ذہن تک پہنچ رہی تھی۔

تو وہی دربار بعد وہ اسٹیم پر پہنچا اور سیدھا اپنے کمپن میں پہنچ گیا۔ یہاں
ایک خوش شکل اور جوان انصر حرکت پیٹنے سے موجود تھی۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو میرا بھائی۔"

"اس سے ملنا تھا۔"

"کیا تمہیں علم ہے کہ وہ یہاں تھا۔"

"میں اس کی سیکرٹری ہوں۔ لیکن" تھا "کا کیا مطلب؟"

"یہی کہ اب وہ یہاں نہیں رہے۔"

"کہاں ہے؟"

"میں نہیں جانتا۔"

"اچھا تو تم سنا اس کی کہ بابت ہے کہ اس کی عدم موجودگی میں اہم
معاملات کے لئے تم سے رجوع کیا جائے۔"

"طبیق ہے۔ بتاؤ کیا بات ہے؟"

"تمہیں علم ہے کہ اگر کوئی موٹگی کہ بہن اس کے مشورے کی بنا پر ہماری قید میں تھی۔
"مجھے علم ہے۔"

"اس نے اسے اپنی ذات لاینج پر رکھا تھا میری گمانی میں۔ لیکن میں
لا بچ پر زور نہ کر سکی۔"

"کیوں؟"

"تینوں ماحول کو وجہ سے... وہ مجھ سے..."

"اچھا... اچھا... سمجھ گیا... تو پھر۔۔۔"

"ایک سیاہ فلم آدمی لڑکی کو وہاں سے نکال لے گیا۔"

"کیا کہہ رہی ہو؟" الفرز سے دھواڑا۔

"مجھ پر چینی کی ضرورت نہیں! عورت بھی چینی۔"

"کیسے نکال لے گیا؟"

"مجھے بس اتنا ہی معلوم ہے اور تینوں ملاح اس کے دل سے مدد پرش
ہو گئے ہیں۔ لاینج ذہن پر چھوڑ کر بھاگ گئے۔"

"الفرز نے سختی سے ہونٹ پیچنے ہوئے تھبت رہا۔

"اے اے اب دوسری بڑی خبر سنو۔"

"کو جلدی سے۔"

"تم مجھ سے ایسے بچے میں گفتگو نہیں کر سکتے ہیں تم سے کمتر نہیں ہوں۔"

"اچھا۔ اچھا۔" الفرز سے سنبھل کر لولا۔ "بتاؤ دوسری خبر کیا ہے؟"

"دو ماہ سے کرنل موٹگی کا اعزاز ہوا ہے۔"

"اور خدا یا!۔" الفرز سے پرہیز کر کہا۔

"اور یہ اعزاز لڑکی کے غائب ہو جانے کے ایک دن بعد ہوا ہے۔" میرنا

پرکھول بھیجے میں ہل۔

"اس کا یہ مطلب ہوا کہ اگر لڑکی غائب نہ ہوتی تو موٹگی کا اعزاز ہوتا۔"

”اس کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ اے عزا کرنے والوں نے لڑکی سے معلومات حاصل کی ہوں گی۔“

”افروز سے پھر خاموشی سے بیٹھنے لگا۔ لیکن وہ بید غصہ نہ تھا نظر آ رہا تھا۔ ایک طرح سے اس کی شخصیت ہی بدل کر رہ گئی تھی۔ ایک بیک وہ ملک کہ ملا اور میر پانا کو گھر تاراج کر دیا۔“

”میری وجہ سے کیوں؟“

”باس نے اسے جاہل ملاحظہ پر نہیں چھوڑا تھا۔ تم جیسی ذہین عورت اس کی نگاہ کی گدہ رہی تھی۔“

”بیک ہے لیکن میں خود کو ان جاہل ملاحظہ کے حوالے نہیں کر سکتی تھی۔“

”نیل لال کی سیکریٹریاں مقدس کنڈیاں نہیں ہیں۔“

”لیکن وہ اتنی سستی بھی نہیں ہیں کہ ہر کس و نا کس۔۔۔۔۔“

”خاموش رہو۔۔۔۔۔ اسٹیئر پر اٹھارہ جاہل ملاحظہ موجود ہیں میں ابھی نہیں ان کے حوالے کر دوں گا اور تم صبح تک موت کے گھاٹ اتر جاؤ گی۔“

”کیوں اس نیکرو؟“ وہ متنبیاں بھیج کر پوچھی۔
”بکواس کی بچی؟“ افروز سے ملنے اس کی کلائی پر کچھ لکھا دیا اور وہ منہ سے بل فرش پر چلی آئی پھر اس نے بڑی بے دردی سے اپنا ایک پاؤں اس کی گھر پر رکھ کر گفتگو کا عمل دہرایا تھا۔

”د ملاحظہ کیوں میں داخل ہوں؟“ میر پانا اس کے پاؤں کے نیچے دبی ہوئی چیخ رہی تھی فرش پر گھومنے مار رہی تھی۔

اسے بے جا۔۔۔۔۔ تم سب کی مشترکہ ملکیت ہے۔“ افروز نے ملاحظہ سے کہا وہ اسے اٹھانے کے لئے جھکے تھے۔ لیکن جیسے ہی افروز نے لاپاؤں اس کی کمر سے

بٹا دیا ان دونوں کی گرفت میں اسے سے قبل ٹرپ کر ایک طرف ہٹ گئی اور پھر اٹھ کر چھاگ اور کیوں کے کتے ہوئے دروازے سے باہر نکل گئی۔

”پکڑو۔۔۔۔۔“ افروز نے ہاتھ تھکا کر دیا تھا۔ ”تباہی ملکیت ہے۔“

وہ دونوں بھی باہر جھاگے اور افروز نے کینٹ سے شراب کی بوتل نکالی کر پینے بیٹھ رہی رہا تھا کہ باہر سے شور مچا دیا۔ وہ پھلا کر پھا اور عرشے کی طرف چل پڑا عرشے پر ملاحظہ کی بھیج نظر آئی۔ دو چیخ رہے تھے۔

”کیا بات ہے؟“ افروز نے دھاڑا۔

”دوہ ہائی میں کوڑی گئی کیپٹن۔۔۔۔۔؟“

”ڈھب کر زمر نے پاپ۔۔۔۔۔ تم بھی کوڑ جاؤ۔“

”لیکن۔۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔۔ ایک ملاحظہ اس کے قریب پہنچ کر بکلا دیا۔

”رہا کیوں کس ہے۔“

”وہ کوڑی تھی اس وقت ایک لالہ قریب ہی سے گزر رہی تھی اس پر سے کسی نے اسے اٹھا لیا۔“

”اور تم کھڑے منہ دیکھتے رہے کہ حرکت کی ہے لایچ؟“

”ملاحظہ سے جواب کی طرف اپنا رخ اٹھا دیا۔“

”وہ لالہ دو لالہ پچیں تارو اور تعاقب کرو۔۔۔۔۔ نکلو۔۔۔۔۔ چھو جلدی۔“

”ہائیں۔۔۔۔۔ یہ تو عورت معلوم ہوتی ہے۔“ لالہ میسٹی؟“ جیسے بکھلا کر بولا۔

”پوچھو کون ہے حمدان نے کہا جو اسٹروک لگا کر رہا تھا۔“

”جواب نہیں دے سکتی۔“

”کیا کلاس ہے“

”بے ہوش ہو گئی ہے۔“

”پیٹ سے پانی نکالنے کی کوشش کرو۔“

”اوہی تو کر رہا ہوں۔ روزہ اندھیر سے میں کیسے معلوم ہوتا کہ عورت ہے“

”میرا خیال ہے کہ یہ اتفاقیہ حادثہ نہیں ہو سکتا۔ بیان بوجھ کر کر دی ہوگی۔“

”مقتدا کی خوشبو لائی ہوگی۔“

”ایسی قسمت کہاں۔ میں تو ایک بدبو دار کھٹل ہوں۔“

”یہ روشنی کیسی عجب؟ آکا! شاید یہاں اتفاقاً تیرا ہو گیا ہے۔ سرج“

”لائٹ لگی ہوئی نہ کچھ سیڑھے آدھی گئی ہے۔ اچھا اب تم دو میل پر پہنچاؤ میں“

”سبحان ہوں! انہیں۔ میں سیدھے ہی چلے جاؤں۔ آج دن بھر میں نے پورے مغربی“

”ساحل کا جائزہ لے ڈالا ہے میں ناؤ میں پر ہم جا رہے ہیں ماہ میں کسی“

”مقام کی رکارڈ نہیں بنے۔“

”جس نے فوراً تحقیق کی عمران! مافیل! عطا کرنا بیچ کے پچھلے حصے میں“

”آگیا۔ ابھی دونوں لائچوں کے درمیان آدھا صف تھا کہ سرج لائٹ کی شیا میں“

”عمران کی لائچ کے اوپر سے گزردی تھیں۔ لائچ گردش کرنے والی روشنی کی“

”نذر میں نہیں آ رہی تھی۔ چہرہ جیسے ہی اس کا موقع آیا عمران نے سرج لائٹ پر۔“

”ناظر کر دیا۔“

”سبحان اللہ! جس نے بول۔ کل آپ کے ہاتھ چوموں گا کیا شاد ہے۔“

”روشنی غائب ہو چکی تھی اور ادھر سے جس کچھ لائٹ ہوئے تھے۔ لیکن“

”عمران نے سامع ایک طرف دیکھ دی اور عورت کی طرف متوجہ ہو گیا۔“

”تم بس ہی منہ سے جھٹے کر رہے ہو میں اسے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا ہوں۔“

”او کے پر بھولی! خدا کرے پہل ہی ثابت ہو۔“

”وہ مردود بہت ہی خطرناک آدمی معلوم ہوتا ہے خوش مزاج بھول یا کچھ“

”واپس لاؤ! اکا بہت ہی خاص آدمی ہے آج میں نے اس کے بارے میں بہتری“

”معلومات حاصل کی ہیں۔“

”اوہ جیسے دیو! اس جہالت کا کھڑا میری نظر سے نہیں گذر رہا تھا۔ ہمیں بولا۔“

”اچانک پھر روشنی دکھائی دی۔“

”اوہ شاید کئی رنجیں آبادی ہیں انہوں نے؟“ عمران بولا۔ ”غیر۔ بطور۔۔۔“

”تھکا ہوا بھی وہی شہر ہوگا۔“

”اس نے پھر بالکل سنبھال لی اور جیسے ہی لائچ روشنی کی زد میں آئی“

”اس نے فائر کر دیا۔ روشنی پھر غائب ہو گئی اور اس بار دوسری طرف سے دائیں“

”کی بوجھ لڑ ہو گئی تھی“

”نہا ہوا سہ چور۔ عمران نے جیس نے کہا۔“

”اور وہ وہیں کواٹی سیدھی گردش دینے لگا عورت کو جاننے لگی تھی۔“

”عمران یہاں تھا۔ افضل سمجھا لے وہیں بیٹھا۔ لیکن پھر روشنی نہ دکھائی دی۔“

”اب کیا خیال ہے لڑ ہو گئی؟“

”میں چلتے رہو۔ شاید وہاں سے ہو گئے اندھیرے میں تھک رہیں۔“

”آپ کے نشانے سے سرخوہ ہو گئے ہوں گے۔ لیکن ہم کہاں جا رہے گے؟“

”میں نے ایک اور ایسی جگہ دیکھ رکھی ہے جہاں لائچ چھپائی جا سکے گی۔“

”متم۔ میں۔۔۔ کہانی ہوں؟“ عورت متناقی۔“

”معدودہ! حق تو میں ہم نے نہیں ڈرے۔ جیسے سے بچا لیا ہے تم۔“

”ہمارے پاس شہر نہیں ہے۔ روزہ ہمیں خود ڈی سی کورت بھی پہنانے کی کوشش کرتے“

"نہیں... میں مڑا ہوا ہوں۔"

گر عمران جھپٹ کر اسے پکڑ لیتا تو اس نے پھر ایلڈ میں پھلانگ ماری ہوتی۔
 "یقین کر دو تم خوفناک ہو۔ لیکن مجھے کیا پتہ کہ تم نے خود پھلانگ لگائی تھی۔
 یا پھینکی گئی تھیں۔"

"میں نے خود پھلانگ لگائی تھی۔ مجھے چھوڑ دو۔"

"دوہوش میں آؤ... میں تمہیں خود کشی نہیں کرنے دوں گا۔"

"تو بہتر اقلی اسٹیر سے نہیں ہے۔"

"ہرگز نہیں۔ ہم تو اسٹیر کے قریب سے گزر رہے تھے۔"

"بیسے سے غیر ملکی معلوم ہوتے ہو۔"

"قتلہ انیال درست ہے۔ ہم زبانی کی سیر کرنے آئے تھے۔ آج کل

یہاں جشنِ ریشم منایا جا رہا ہے نا۔"

"تمہاری لپک پڑ سکتے آئی ہیں۔"

"میں ہوں اور میرا ساتھی۔"

"سیدھی سے مار ڈالے جاؤ گے تم تہیں جانتے کہ تم نے کن لوگوں کے

معاہدات میں دخل اندازی کی ہے۔"

"دو لاکھ بیس ہزار سے آٹھ سو تہائی لیکن میں نے فائر

کر کے ان کی سرخ لائیں ناکارہ کر دیں اور شاید سی نیپا نہیں واپس ہو

جانا پڑا ہے۔ لیکن وہ تو شاید مایہ گیری کا اسٹیر ہے۔"

"وہ اسٹیر نہیں جہنم ہے... مگر تم کیا جاؤ۔"

"تو تیار..."

"فی الحال مجھ میں ہمت نہیں ہے اور تم اپنی جانی بچانے کی کوشش کرو

اس جھیل میں کہیں نہ کہیں مارو دینے جاؤ گے۔"

"میں کہتا ہوں تم اس کی ٹنگ نہ کرو۔ آرام سے بیٹھو۔"

پھر وہ حسین کو عدالت کے پاس بھیج کر خود اسٹرونگلک کرنے لگا تھا۔

"تم لوگ مجھے ان سے نہیں بچا سکو گے۔" عورت بولی۔

"تم ایک کھل بولی حقیقت کو بھونڈی۔ جی ہو۔ اور سے ہم نہیں بچتے تھے

بارہ ہے ہیں۔"

"خوش فہمی ہے تمہاری! غلطی ویر میں اسٹیر کی حرکت میں آجائے گا۔"

"اچھا ہے... مجھ جھیل نہیں ہیں۔"

"تم اس اسٹیر کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ وہ ایک جنگی جہاز میں

بھی تبدیل ہو سکتا ہے کئی ملکی توہ میں اس پر موجود ہیں ایک نشست والا

چھوٹا ہیلی کوپٹر بھی ہے۔"

"اچھا سمجھو دیسی! اطلاع اپنے ساتھی تک پہنچی دوں۔" ہمیں اٹھنا پڑا

بولوا۔ لیکن تم خدا کے لئے کوئی بیٹی رہنا۔ آدمی کو مرے دم تک غلام کے خلاف

مردودہ کرنی چاہئے۔ تمہاری خود کشی سے ان لوگوں کی صحت پر کیا اثر پڑے گا؟

"تم مارو۔ اب میں نے بھی فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ کہیں جان نہ دیں گی۔"

"خدا ہاں۔"

وہ پھلانگ لگایں مارا سوا عمران کے پاس پہنچا اور جلدی جلدی اسے اسٹیر

کے بارے میں بتانے لگا۔

"آؤ۔ تب تو جلدی ہی کرنی چاہئے ورنہ اگر انہوں نے پہلی کو پڑکی

سرخ لاس استعمال کر ڈالی تو وہ بھی سنے جائیں گے۔"

لائیچ کی رفتار کچھ اونچا تیز ہو گئی اور ہمیں پھر عدالت کی طرف پلٹ آنا۔

“Luzerne”

”تم نے ابھی تک اپنا نام نہیں بتایا۔“

ہدایا کرو گے نام پڑھ کر۔ حق تعالیٰ دیر میں رہ جائے کیا ہو جائے۔

مدد غیر نہ تباد: میرے ساتھی کا نام ڈھکپ ہے اور میں عین مراکشی ہوں «

محکمات خاموش ہی رہی۔ وہ گہری گہری سانسیں لے رہی تھی۔

لاؤں کی صفائے برائے نام۔ وہ کسی متقی اور سچے کی آواز کی سی لگ رہی تھی جیسے کسی بند جگہ میں گونج رہی ہو۔

ۛ یارے بین گئی، جیسے نئے عمر ان کو کہتے سنا۔

”میں نہیں سمجھا،۔۔۔ یو سی ایڈیٹری“

”جہاں کے لئے چلے تھے۔ وہیں پہنچے ہیں لیکن یہ ضروری نہیں کہ وہ ان

”جنگلوں سے ناواقف ہوں۔“

”تب پھر کیا بات بنی ہے۔“

”دیکھا جائے گا۔“

لاہور تک پہنچ کر تھی لیکن انہیں کی گونج ابھی باقی تھی پھر وہ ایک سنہارا دری بڑھ گیا

”یہاں تو اتنا اندھا ہے کہ ہاتھ کو اٹھ نہیں سجتا دیتا، ہمیں بولا۔

”ہم کھلے آسمان کے نیچے تو نہیں ہیں پس ایک بڑا سا غار مجھ کو جس کے

کچھ عرصے میں مجبیلی کا پانی سمجھا ہوا ہے۔

یعنی اگر کچھ افتادہ ہنسی تو چہ بہ بل ہی میں مرعایوں گے: "حمین گھبرا کر بولہ۔"

”تم دونوں اگر بلاوی ہی میں ٹھکڑو کرو تو کیا عجز ہے۔“ محبت بول پڑی۔

”میں افسوس ہے، اب ہم خیال رکھیں گے۔“ عمران نے کہا وہ ان کے قریب

پیش کشی کی مشق۔

وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھامے بیٹھیں ہوئی تھیں۔

”ہم جلد ہی ایک محفوظ جگہ پر پہنچ جائیں گے“ جیسے نے کہا

”شاید اچھے تو یقین نہیں ہے کہ ہم سچ سکیں مگر درنہاں خواہ مخواہ ہے

4. 2. 3. 4.

”آخر نے اسٹیم سے جہلاگ سیوں لگائی تھی“

”میں ان لوگوں سے بنیاد ہو گئی ہوں۔“

”تو کو ماتم ان سے غیر متعلق نہیں ہو۔“

”ہنس کر دیریلے میں انہی میں سے ممتی گریب نہیں ہوں خدا مجھے معاف کرے“

”کیا وہ بھری قزاق ہیں؟“

”تقریباً افسوس کے بھی کچھ اصول جوتے ہیں۔ وہ ان کے بھی بدلتے ہیں۔ ابلیس کے

مٹے، لیکن میں قہقہے یہ سب کہوں تیار ہی ہوں قربان کا کب بگاڑا ہو سکے۔ پورے ملک

میں نے کہا کہ کوئی نہیں ہے۔ جب چاہیں حکومت ہی کا تختہ الٹ دے۔

”اگر درجہ کے برعکاس اثر معلوم ہوتے ہیں تو ہم ان سے نہروں جھگڑا کر سکتے ہیں۔“

۱۰ یکتہ آدمی ۱۵ رقم سے سامعہ ۹

[illegible]

وہ تھا کہ جس نے اسے لکھا تھا کہ وہ اس کے لئے تھا۔

رفتہ کار خیر خدا گوارے اور غلامانِ کرب کے لئے نفع دینے والی ہے۔

۱۰. "میں کو یہ ملے کہ شکر ہمارا سب سے بڑا دوست ہے۔"

بیل کو پیر کی درگاہ میں لے جایا۔

۱۱۔ میں نے سب سے پہلے راجہ دیکر وسیم جلا، چھٹا، نوا، غار، پھنر، ککے، ہس،

”مختار تاراجی سے ہر شے برباد ہو رہی ہے۔ یہ لوگ خود غلامانہ زندگی گزار رہے ہیں۔ ان کے سین پر لڑائی نہیں چاہی۔ ان کا خیال ہے کہ اگر وہ اپنے آپ کو بچا لیں تو ان کے گھر بچ جائیں گے۔“

”یہاں توڑی گھٹن ہے۔“ جیسے ہلا۔

”ناموش... اسنو۔ پہلی کو پڑ۔“ یہ عمران کی آواز تھی۔

اسیل کو پڑی گرج قریب ہو کر وہ جوتی ملی گئی۔ وہ بالکل ناموش تھے۔

”کچھ دیر بعد رات بولی۔“ سمیح نہیں کہتے۔

”سمیح گئے۔ سب ہمارا کوئی کیا بگاڑ سکے گا۔“ عمران نے ہنس کر کہا۔

”میں ابھی تمہارے ساتھی کو بتا رہی تھی کہ وہ اسٹیرنگ کی پہلا میں بھی تبدیل ہو سکتا ہے۔“

”میری لائیو اس پر جنم کا زمانہ ماحول دے گا کہ تم بالکل ناکورست کرو۔ کیا نام ہے تمہارا؟“

”میرا نام۔“

”اچھا نام ہے۔“

”تمہارے ساتھی نے تمہارا اور اپنا نام بتایا تھا۔ میں بھول گئی۔“

”اسے کیا نام بتایا تھا؟“ عمران نے ارد میں پوچھا۔

”لینگوی پینز پر مبنی؟ آپ رہی تھانے ڈھلپ ہیں اور میں عین مراکشی۔“

”ٹھیک ہے۔“ عمران نے کہا اور عورت سے اظہار میں کہا۔ ”اب تم

میں اپنی کہان سناسکتی ہو۔“

”میری کوئی کہانی نہیں ہے۔ بس زندگی سے تنگ آگئی ہوں۔“

”اسی وقت تنگ آنے کی کیا ضرورت تھی۔“

”میں انسانی ذہن ہی تو ہے۔“

”اسٹیرنگ کتنی عمدتیں ہیں؟“

”میرے علاوہ اور کوئی بھی نہیں سے غالباً تم خود ہی مجھے کسی تہہ تک

پہنچ گئے جو لہذا اب غم سے کچھ۔ پرورد۔

”میں کسی معاملے کی تہہ تک نہیں پہنچ سکے۔“

”تم بالکل حق معذور ہو گئے ہو۔“

”نہ فیصل تہہ کا۔“ مجھے اعتراض ہے۔

”سمیح جی بتاؤ۔“ تم لوگ کون ہو؟

”سوال تو یہ ہے کہ کسی خود کشی کرنے والے کو دوسروں کے بارے میں

ماننے سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔“

”بریا کچھ بڑی عمران نے سمجھائی دیر بعد کہا۔“ تم شاید ابھی میرے ساتھی

کو بتا رہی تھیں کہ وہ لوگ بے مدظنک میں اسے خطرناک کہہ رہا ہیں تو یہیں

کی حکومت کا حق۔ اٹھ دیں۔“

”میں غلط نہیں کہہ رہی تھی۔“

”سیٹر پر کھٹے آدمی ہیں؟“

”ریکیشن سمیت ڈرائیو میں ہیں۔“

”سب کے نام بتاؤ۔“

”ریکشن کے علاوہ اور کسی کا نام نہیں جانتی۔“

”تو پھر اس کا مطلب تو یہ کہ مستقل طور پر اسٹیر سے متعلق نہیں ہو۔“

”تم بالکل کسی پولیس آفیسر کی طرح مجھ پر جرح کر رہے ہو۔“

”میں قانون کا طالب علم ہوں۔“

”ہاں میں مستقل طور پر اسٹیر پر نہیں رہتی۔“

”کب آئی ہو؟“

”آج ہی۔۔۔ میں مجبوراً میں رہتی ہوں۔“

”تو بہن مسند میں کود پڑی بہت تھیں۔ تاہم اس سفر کے فوٹو کشی کی کیا ضرورت
 تھی میں مجھ پر رحم نہیں آتا۔“
 ”رحم نہ آیا ہو تا تو کتنا ہے لے خود کو خطرے میں کیوں ڈالتے۔“
 ”اسی لئے میں چاہتی ہوں کہ تم بھی محض طور ہو۔“
 ”اس کی کیا ضمانت ہوگی؟“

”لوں کی طرف سے اطمینان ہو جانے پر اسی وقت کو مو“ شہر کی
 نقل چلو ہم ہیں محض طور ہو سکیں گے۔“
 ”تو سینی کا“ جیٹی ڈنک“ سپورٹر بھی کہیں نہ بھائیں گے وہ یہ بھی کوئی
 ”تو پھر میرا کھگوت کر پانی میں چھینک دو۔“
 ”ہستہم بھی ہلو سے ساتھ ہی جوش منادگی۔“
 ”بیوقوف پر ویلیو میں تھیں کس طرح سمجھاؤں۔“
 ”اگر سمجھانے میں کامیاب ہو گئیں تو ہم تمہارا کہنا مان لیں گے
 ”میں بین الاقوامی مسکوں کی ایک تنظیم سے تعلق رکھتی ہوں میں کا
 کہہ دو بین الاقوامی غیر مذہبی شس کے نام سے مشہور ہے۔“
 ”اچھا تو پھر۔“

”بھلا ہمارا یہاں غیر ملکی تاجروں کے مفادات کی نگرانی کرتا
 لیکن اصل بزنس کچھ ہے۔“
 ”لوگوں کی خرید و فروخت؟“
 ”کیا تم اسی حد تک سوچ سکتے ہو۔“
 ”تو بتاؤ نا۔۔۔ میں صرف قانون کا طالب علم ہوں۔“
 ”اصل بزنس ایک ملک کے راجہ کو دوسرے ملک کے راجہ کو

بنتہ ہیں نہیں! پس مانند مانک میں انٹرنی میپلے کے لئے اسطوری انگلیک
 جی کرتے ہیں۔“

”خدا کی پناہ۔۔۔ صلا ان کا سر براہ کون ہے۔“
 ”یہ معلوم کر کے کیا کرو گے۔“
 ”اوسے گرفتار کر دیں گے اُسے۔“

”عدالت جس جی ایڈریول“ بی بی جی صرف طالب علم ہی معلوم ہوتے ہو۔
 ایسے کسی ادارے کا سربراہ کونی معمول آدمی نہ ہوگا۔ کافی اثر و رسوخ رکھتا ہوگا۔
 یہاں کی حکومت کے ذمہ دار لوگوں سے بھی خاصے مراسم رکھتا ہوگا۔“

”اس سڑے ہوئے اسٹیر کا کچھناں!“
 ”اس غلام زاد نے کی حقیقت ہی کیا ہے۔“
 ”تو پھر کون ہے؟“

”میں اس کی آکٹوین سیکرٹری ہوں۔“
 ”تو کیا یہ قتل و دم سے اُس کے بھی بڑھی ہے۔“
 ”حلف امور کے لئے جو میں لاد رہی۔“
 ”لیکن اب تم اس کی سیکرٹری نہیں رہنا چاہتیں۔“
 ”مگر نہیں!“
 ”وہ کہاں رہتا ہے؟“

”جینووا میں۔ لیکن کچھ دن پہلے اس اسٹیر پر آیا تھا اور میں ماسی کو ایک
 اطلاع دینے آئی تھی۔ لیکن وہ یہاں سے کہیں اور جا چکا تھا۔ اسٹیر کا محلہ
 سے بدسلوکی کرنا پڑتا تھا لہذا میں نے جان پر کھیل جانے کو ترجیح دی۔“
 ”آف توہ! تو یہ بات حتی اب میں ان میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑوں گا۔“

وہ پھر نہیں چڑی اور بول "بچوں کی سی باتیں نہ کرو۔"
"اچھا تو پھر تم کبوں نہ تیار سے پاس کو تلاش کریں وہ ان لوگوں کو
مزدور سزا دے گا۔"

"وہ قانون کا طالب علم نہیں ہے کہ انہیں سزا دے گا۔"

"میں نہیں سمجھا کہ تم کیا کہنا چاہتی ہو۔"

"وہ لوگ اس کے لئے مجھ سے زیادہ کارآمد ہیں۔ اس سے سزا جیسے کٹیلنگ"

"جب تو چھریں اسے بھی مار ڈالو گی۔"

"میں تمہاری شکل دیکھنا چاہتی ہوں۔ پیار سے قانون کے طالب علم۔"

"یہ دیکھو؟" عمران نے ماروج روشن کر کے روشنی اپنے چہرے پر ڈالی
جہاں محاتوں کے باہل برس رہے تھے۔ وہ توبہ رنگاتی ہوئی اس سے لپٹ گئی۔

"اگر... اس سے... ہے... ہے... عمران ملنے سے خوفزدہ کی آوازیں نکالے

نکالے۔ چنتی وہ اسے سمجھوتی رہی پھر بولی "تم نے میری زندگی کے آخری لمحات

میں بھی دیکھیں بھری ہیں۔ میں تمہاری مسنون ہوں پیار سے قانون کا طالب علم

"تو اب چھوڑو نا۔" عمران رو دینے کے لئے اٹھ اٹھ بولا۔

"لگ... کیا ہو رہا ہے۔ یوریکٹی؟" جیسے ہلکایا۔

"تم بھی قریب آ جاؤ۔" میریانا بولی۔

"اے بزرگ نہیں؟" عمران اردو میں بولا "م... میں... بچہ خطرے میں ہوں

دفعتاً ہیل کو پڑکی کراچ میر سٹائی دی اور وہ اس سے الگ ہٹتی ہوئی بول

"ناکھن سے وہ چین سے نہیں بیٹھیں گے۔"

اس بار انہیں فاد کے دہانے کے قریب رہشقی نظر آئی تھی جو ہیل کو پڑکی

گزرتی ہوئی آواز کے ساتھ ہی غائب بھی ہو گئی تھی۔

"یہ غائب، سٹیک کی طرف والپس گیا ہے۔" عمران بڑبڑایا۔

"پائینٹ کو فاد کا ہارن زور نظر آیا ہو گا۔" جیسے لے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اب یہاں سے بھی کھسک لینا چاہیئے۔" عمران بولا۔

"ان دونوں کے درمیان آؤ دو میں گفتگو ہوتی تھی۔ عمران نے میریانا سے کہا

"تو پھر صبر! کو ویسٹی ہی کی طرف چلتے ہیں۔"

"لا بیج میں اتنا اندھن ہے؟" میریانا نے پوچھا۔

"اندھن کی فکر نہ کرو... بہت ہے۔"

"اچھا تو پھر یہی کرو۔ ہیل کو پڑکی چنتی وہ رجا کر پٹا ہے اس کے آگے وہ

نہیں بڑھیں گے انہیں یقین آجائے گا کہ تم یہیں کہیں چسیدہ ہو جگر پڑیج سے

گئے ہو۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے... نہیں اطاعت میں تلاش کریں گے۔" لہذا...

مجھ پوچھا کہ بغیر اس نے محدود روشنی والی ماریج روشنی کی اور لایح کے اگلے حصے

کی طرف بڑھ گیا۔ ہیل کو پڑکی بہت دور جا چکا تھا۔ لا یج کا آجین اسٹنٹ ہوا اور

وہ دھیرے دھیرے کھل صفائی کرک آئی اور اب اس کا رخ پھر جنوب کی

طرف تھا۔ خاصی تیز فاری سے وہ آگے بڑھتی رہی تھی۔

"تم دونوں بھی میرے ہی قریب آ جاؤ۔" عمران نے لگائی پھر چڑکی

سے بولا۔ اوہو! یونہی بھولی ہی گی تھا کہ تھکے پڑے پیچھے ہوئے ہیں۔

"اگر تم پسند کرو تو ہم میں سے کسی کے پڑے چین کو سب تک کہ جہاں اب اس شک نہ رہے گا۔"

"ہاں... مجھے سردی لگ رہی ہے۔" میریانا بولی۔

"تموڑی دروازہ جیس کے پیچھے سوٹ میں مٹوس کیلی اور مٹے پیٹلی مٹی۔"

اور چین عزم سے سرگرم کام لانی اندھن کی دھماکا۔

”تم لوگ بہت اچھے ہو۔“ میرا نا بولی۔

”ہم عورتوں میں عورت اور مردوں میں مرد ہیں۔ اس لئے تم سونا چاہو تو اطمینان سے سو سکتی ہو۔“ جیسے بولا۔

مجھے یقین ہے کہ تم سچ کہہ رہے ہو لیکن مجھے غم نہیں آئے گی۔
جب تک ہم کسی محفوظ جگہ پر نہ پہنچ جائیں۔

”میری ایک تجویز ہے۔ عمران بولا۔ یہ دونوں خاموش رہے۔ عمران کہتا رہا، ”گو کہ بہت دور ہے کیوں نہ ہم قریب ہی کے کسی دوسرے قصبے میں چلے جائیں۔“

”جیسا تم مناسب سمجھو“ میرا مانا ہوا، لیکن یہ سمجھ کر جمیل کی فوری معافی چاہی پرو چھانے ہوئے ہیں۔ کو موٹری جگہ ہے شاید وہاں جہم مزید آگے دوسرا جانے تک محفوظ رہ سکیں۔

وہ قہقہےں پہناتے ہیں لیکن نہ میری لہریں دیکھ سکے ہوں گے اور نہ ہماری شکلیں کیونکہ غماز اندھیرا تھا۔

”میری وجہ سے تم لوگ بھی پریشانی میں پڑو گے۔“

”ہرگز نہیں! وہ تمہیں میں نہ پہچان سکیں گے۔“

”وہ کس طرح؟ پیارے قانون کے طالب علم؟“

”میں موت کا قانون کا غالب علم ہی جیتیں ہوں ایشیج کا اداکار بھی ہوں۔ ایسا
 ٹیک ایک کرتا ہوں کہ بس۔۔۔“

”میں کچھ نہیں مانتی... جو تمہارا دلی یا ہے کمرہ۔“

میں بھی جلدی میں نہیں ہوں۔ یہاں خاصا وقت گزار سکتے ہوں۔"

کسی اور انجمن، سسٹمٹ کر دیا۔ پھر پہلی کا پڑخا میں بلند ہر کر شمال کی جانب
اڑنا پلا گیا تھا۔ لیکن وہ جھیل کے کنارے کے کنارے سے بڑا بڑا کر رہا تھا۔ قریباً
بچیس منٹ کی اڑان کے بعد اس کی نظر کمپاس پر پڑ گئی اور ایک ٹیکہ پہلی کو پٹر
سے چمکا گئے شروع کر دیئے۔ نیچے اسے مدہنی کا سنگل مل رہا تھا بالآخر وہ
ایک مقررے پہلی پہنچ رہا تھا۔ ایک آدمی دستی مروج لاٹ سنبھالے اس کا
مشق تھا۔ الغرض اسے انجن بند کر کے بیچے اڑا آ اور اس کے ساتھ چلنے لگا۔
گھوڑا اندر سے میں مروج لاٹ کی مدہنی کچھ عجیب سا تھ پیدا کر رہی تھی۔
پاروں طرف گہرا سا تھ تھا اور وہ ایک پہاڑی ماسے پہلی رہے تھے۔ الغرض
خاموش تھا اس کے اندر اسی کے درمیان کسی ٹیکہ کی گفتگو نہیں ہوتی تھی۔

جلدی وہ ایک چوٹی عمارت کے قریب پہنچ گئے جو اونچی نیچی چٹانوں کے
درمیان واقع تھی۔ پھر اسی باہر ہی ٹوک گیا اور الغرض اسے دروازہ کھول کر اندر
داخل ہوا۔ انداز سے معلوم ہوتا تھا جیسے وہ یہاں بار بار آچکا ہو۔ ٹیکہ اسی
کمرے میں جا چکا تھا وہاں اس کا پاس موجود تھا۔

”کیا بات ہے الغرض ہے؟“ اس نے سروہٹے میں پوچھا۔ لیکن اس نے
س نشیٹے پر سے نظر نہیں ہٹائی تھی جسے میز پر جھیلانے دیکھ رہا تھا۔
اغور کے حکاک کہہ دیا۔ ”ایسی ہی بات ہے بس کہ میں رائیڈ پر نہیں
کہہ سکا۔“

”بڑھاؤ“ اس نے کہا اور اس پر بھی اس نے اس کی طرف نہیں دیکھا
تھا۔ بدستور نشیٹے پر جھکا رہا اس کے اتر میں ایک چنیل تھی جس سے نشیٹے
پر جگہ جگہ نشانات لگنا تھا۔

الغرض نے کرنل کو بھی اس کی کہانی شروع کر دی اور جب

”بہت رو۔“ کیا بات ہے؟“ دوسری طرف سے آواز آئی۔

”بے حساسم معاملہ ہے۔ میں کہاں پہنچوں؟“

”نقلی خبر یاد ہے۔۔۔“

”ابھی ملانہ ہوتا ہوں۔۔۔ اور دانیڈاؤ! اس فریکوئنسی کو منتقل کر کے
اس نے دوسری فریکوئنسی پر پہلی کو پٹر کے پائیلٹ کو مخاطب کیا۔ ”تم کہاں ہو
ٹوکہ پر چمک۔۔۔ پورا سٹٹ میں جناب!“

”اندھن کی کیا پوزیشن ہے؟“

”جیت ہے جناب!“

”یہ نقلی خبر یاد ٹیکہ جانا ہے۔“

”ہاں پسی کے لئے بھی کافی ہوگا جناب!“

”اچھا۔۔۔ میں آکر ہوں۔۔۔ تنہا جاؤں گا۔“

”بہت بہتر رہا۔۔۔ آپ اسے بہتر ممانعت میں پائیں گے۔“

سو بیچ اکٹ کر کے وہ ریڈیو روم سے باہر نکلا تھا اور اپنے کہیں میں
نریک بیگ میں کچھ چیزیں ڈالی تھیں۔ پھر رشتے سے گزرتا ہوا اور
ایک جانب چلنے لگا۔ پائیلٹ پہلی باہر کے قریب اس کا منتظر تھا اس نے
اسے کچھ تانا شروع ہی کیا تھا کہ الغرض نے سمجھلائے ہوئے انداز میں
کہا۔ ”سب جانا ہوں۔۔۔ میرا سا اتر صرف پانی ہی سے نہیں ملا۔“

”میں جانا ہوں جناب۔۔۔ جانا ہوں۔“ پائیلٹ بولکھلا گیا۔

”بہت جاؤ۔“

پائیلٹ دوڑتا ہوا اور بھاگا گیا۔ الغرض نے سیٹ پر بیٹھ کر حفاظتی جلی

میرا ناسک دلا تھو تک پہنچا تو اس نے چنل ہاتھ سے رکھ دی اور پوری طرح
 اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔ الغزو نے جواب تک اس پر نظر جمائے رہا تھا
 مگر جبکہ اس کا سر دیکھنے لگا اور اس کی زبان میں کسی قدر گفت بھی پیدا ہو
 گئی تو اس نے کہہ کر اس نے پدی کہانی ختم کی اور سر جھکائے بیٹھا رہا
 دیکھو وہ سر سرس کر رہا تھا جیسے باس کی تیز نظریں اس کی کھوپڑی
 میں اتار چلی جا رہی ہوں۔

”کیا وہ لاوچ تیار ہے یاں آنے سے قبل پکڑی جا چکی تھی۔“ باس
 نے صوبہ معمول سپاٹ اور تیس سوال کیا۔

”ہن... نہیں باس۔“

”نہیں اس وقت تک وہیں نہ کرنا چاہیے محتاجیت تک لاؤخ پانچ تا تھو نہ جانی“
 وہ دراصل کرنل ہو گئی۔

”تم اپنی جو۔“ باس کا بوجھیلے حد سرد تھا۔ الغزو نے کچھ نہ بولا۔ باس
 کہتا رہا کہ ہو گئی یا اس کی بہن سے ہمیں کوئی سروکار نہیں۔ وہ دس بارہ جنم
 میں ہائی ہو گئی رہی کہ درخواست باس کی بہن اس سے الگ کی گئی تھی
 ہو گئی تھی ایک پیغام سال کی حیثیت رکھتا ہے اور بس۔ اگر اسے
 زمین بھی نکل جائے تو بس تشریف کر کے کی مزدورت نہیں۔ الغزو نے
 بدستور سر جھکائے بیٹھا رہا۔ باس چند لمحے خاموش رہ کر بولا۔ اس پر برص
 میں سرحد پار کرے گا۔ قیمت ہم چاہے ہی وصول کر چکے ہیں۔ ہیں اس سے
 مگر کہ نہیں کہ ہو گئی کے ملک میں مسلح بغاوت کا مذہب ہو گیا یا نا کام یا مرد
 باد ہو جانے کے بعد ذخیرے پر کیا گزرتی ہے۔“

”ہم... مجھے... غلط فہمی ہوئی تھی باس۔“ الغزو نے گلے بیا یا۔

”نہیں صرف یہ دیکھنا ہے کہ میرا یا کن لوگوں کے ہاتھ لگی ہے۔“
 ”وہ پانچ کہ نہیں جاسکتے باس... میں ناگر بندی کر کے آیا ہوں۔“
 ”فرما واپس جاؤ!“

”ایس باس۔“ الغزو نے اسے کھڑا ہوا۔ باس دوبارہ نقشے پر جھک
 چڑھا۔ الغزو نے چپ چاپ عمارت سے نکلا پہلا آیا غیر معمولی طرز
 پر مضبوط اعصاب کا آدمی تھا لیکن ایڈلاد کی موجودگی میں اسے اپنی
 پریشانی کی پڑی میں سنبھالنا صوبہ چوتی رہتی تھی۔

وہ پھر ٹرینی ہی میں دن دن اسے پھر رہے تھے۔ اشیر کا علم نہ انہیں
 جاسکا تھا اور نہ ان کی لائونج کو سلا بنچ اب بھی ٹرینی ہی کے ڈرک سے لگی
 کھڑی تھی میرا یا کی شکل ہی بدل کر رہ گئی تھی اور چھٹے کے انداز میں تبدیل کرنے
 کے لئے اس نے اپنی بال میں ہلکی سی گلاکھٹ پینا کر لی تھی جس میں بدستور پہنی بنا
 ہوا تھا اور اس نے اپنی شکل میں کوئی تبدیلی نہیں کی تھی۔ میرا یا نے وہ
 اس کی پڑی کہانی سن چکے تھے۔ الغزو نے اب ٹرینی کی تقریب گاہوں میں
 نہیں دکھائی دیتا تھا۔

”اشیر پر کچھ جو رہا ہے۔“ عمران نے میرا یا سے کہا۔

”کیا جو رہا ہے۔“

”خوش اس کرنا ہوں۔ پوری طرح اس کا کی نشاندہی نہیں کر سکتا۔“
 ”میں کر سکتی ہوں۔ لیکن اب اسے جھٹل جاؤ تم لوگوں کے ساتھ بہت
 اچھا وقت گزرتا ہے۔ میں تہدی منوں ہوں۔“

”مناؤ کیا جو رہا ہے۔ نہیں! تم کچھ بھی نہیں جانتیں۔“
 ”میں نے اپنی دانست میں انہیں اسل محلے کی جڑا نکلتے نہیں
 لگتے دی تھی مگر میں اور اس کی بہن کی کہانی منور سنا لی تھی۔ لیکن اس سے
 لاعلمی ظاہر تھی کہ وہ لوگ کون تھے اور شیر نڈیشیل سے کیا چاہتے تھے اپنے
 اس ابدی داد کا نام تک نہیں لیا تھا۔ پس جب کہتی رہی تھی کہ وہ اس کہلاتا ہے
 اور اس کے دو بیٹوں نام ہیں کوئی نہیں جانتا کہ اصل نام کیا ہے۔ لیکن اس
 وقت بوہنی مدامدی میں اس کی زبان سے نکل کر ہوتا کہ وہ اسٹیمر پر چوڑے
 دانے کام کے بارے میں جانتی ہے۔ چہرہات بنانے کی کوشش کی تھی لیکن
 عمران بدلتا رہا سے چوڑا تار اور وہ جھلکا رہی۔ ان میں جانتی ہوں۔ لیکن نہیں
 اس سے کوئی ضرور کارہ چھٹا رہا ہے۔“
 ”کیوں نہ چھٹا رہا ہے۔ وہ یہ بھی کوئی بہت ہوئی۔ میں قانون کا طالب علم
 ہوں۔“

”کاش تم نہ ہوتے۔ وہ حشری سانس لے کر بولی۔
 وہ طریقے کے ایک پوئل میں مقیم تھے اس وقت جیسے اپنے کمرے
 میں چلا سر ہا تھا۔“

”بڑا کیا جو رہا ہے اسٹیمر پر اور لاٹھیر پر غفلان کلب کا دورہ چڑھانے کا۔“
 ”اس پر اسٹیمر پار کیا جا رہا ہے جو اس کی سرحد سے گزر کر سویشور بسند
 کے ایک ایوان مقام پر پہنچے گا اور وہاں سے کہیں اور پہنچا دیا جائے گا۔“
 ”کہاں چھٹا رہا جائے گا۔“

”یہ میں نہیں جانتی۔“
 ”میں ابھی پولیس کے خارج دیتا ہوں۔“

”یہاں کی پولیس انورڈ سے سے جیسک مارا کرتی ہے۔“
 ”میر میں خدا سے دعا کروں گا کہ وہ اس اسٹیمر کو عرق کر دے۔“
 ”میں بڑا ہنس پڑی اور اس کا سر سہلائی ہوئی بولی۔ تم مجھے بہت اچھے
 لگتے ہو کہ اس طرح اپنے ساتھ اتنی سی سے نکال لے چلو۔“
 ”میری! مجھے اتنا مارا کہ گریں ہنسن اپنی بڑیاں ٹوٹا رہوں گا۔“
 ”کیوں نہ کہ اس کر لے ہو۔“

”یقین کرو! وہ کہتی ہے کہ ہر عورت بنیادی طور پر ہاں ہوتی ہے اسے
 بدتمیزی سے لے جھانگا اس کی توہین ہے اس لئے کان پکڑتا ہوں۔“
 ”قبائے مذ سے ابھی تک دو دو حکم ہو آتی ہے۔“

”نہیں تسلیم کر سکتا کہ وہ دن میں تین بار برش کرتا ہوں۔“
 ”تم ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آسکے۔“

”دو سو سال بعد لوگ سمجھیں گے۔ وقت سے پہلے پیدا ہو گیا ہوں۔
 کیا دکھا ہے فصول باتوں میں۔ سنا ہے آج کے مہین میں شیر نڈل کے مقابلے
 ہوں گے بڑا سڑا آئے گا۔“

”وہاں تو میں سرگرم نہیں ہوں گی وہاں انورڈ سے ضرور موجود ہو گا نہ
 صرف وہ بلکہ اسٹیمر کا سا مال ہو گا۔“
 ”کیوں؟ انورڈ سے نہیں موجود ہو گا۔“

”مانا ہوا شیخ زن سے پہلے مقامی لوگوں کے مناجات ہوتے ہیں پھر انورڈ سے
 انکار کیا کرتا ہے اگر جمع میں کوئی بددینی موجود تھا جو اس سے واقف
 نہ ہو در شامت اعمال سے اس کا تبلیغ قبول کرے تو اسے اپنے با اعداد
 یاد آہاتے ہیں۔ اگر کسی نے تبلیغ قبول نہ کیا تو وہ دوستانہ طور پر اچھے

تین دنوں کو دوسرے دیتا ہے اور اپنے کلمات دکھاتا ہے۔

”یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔ میں اس کا پیچ بھل کر لوں گا۔“

”پورے تانوں کے طالب علم میں تلوار کی بات کر رہی ہوں، کتا بلی کی نہیں۔“

”تم دیکھ لینا کیسے شکست دیتا ہوں اُسے۔“

”جلاؤ اپنے کمرے میں جاؤ۔ میں مشورہ دیے آرام کروں گی۔“

”اچھا۔ اچھا۔ میں نہیں جانتا کہ دوپہر کے کھانے کے بعد آرام بھی

کرتی ہو۔۔۔ اچھا وہ پیر بخیر۔“ وہ اس کے کمرے سے نکلا جلاؤ یا تھا اور وہ

بند ہونے کی آواز سننا ہوا وہ جیس کے کمرے کے سامنے پہنچا اور شک دی

کئی بار کی کوشش کے بعد دروازہ کھلا تھا اور جیس اسے پندھیا فی سولی

آنکھوں سے دیکھ جا رہا تھا۔

”مجھے سب بڑا۔ عمران اُسے دکھاتا ہوا اندر گھسا۔

”میں جوش میں ہوں پورے جوشی۔“

”اگر تم نے رات کامیابی حاصل کر لی تو میں تمہیں متبھی کروں گا۔“

”آپ کے پاس رکھا ہی کیا ہے کہ متبھی کر لینے سے لے کوئی فائدہ پہنچے گا

دینے جان حاضر ہے۔“

”کل صبح اسٹیرنگ کی طرف روانہ ہو جائے گا۔ اس لئے یہ کام آج رات

ہی کو ہونا چاہئے۔ افراد سے بہت پورے دشمنی زنی کے میدان میں ہو گا۔ شانہ

رہنے کو آج میرا اسٹیرنگ پر موجود ہو۔ ایک آدمی کو تالو میں کر لینا تھا کہ

میں کچھ مشکل نہ ہو گا۔“

”آپ کے علاوہ ساری دنیا کو تو میں کر سکتا ہوں۔“

”میں افراد سے کوئی نہ کر سکتا ہوں۔“

”بہت بہتر دیکھیں اگر میں اس مہم میں کام لیا ہوں تو زیادہ ظاہر دیکھنے گا۔“

”ظاہر چھوڑنا نہ کرو جیس مندر بنواؤں گا اور یہی نہیں بلکہ اس کی جڑی پر

گھاس جو کس میں لگانے کی کوشش کروں گا۔ بس اب پھر سو جاؤ

”انا۔۔۔ سر شام جاؤں گا۔“

”تو کیا اس کی آخری کھپ ہن باد کر دی گئی ہے۔“ جیس نے پوچھا

”ہاں۔ اور صبح ہی وہ شمال کی طرف روانہ ہو جائے گا۔“

”اپنے دل کا کچھ پتہ چلا۔“

”نہیں۔ تم کسی کی فکر نہ کرو۔ اب جو حرکتیں ہم شروع کر رہے ہیں۔

اُسے اُس کے بل سے نکال لائیں گی۔“

”اس کے بعد وہ اپنے کمرے میں واپس آ گیا تھا۔ شام تک منتف

اور کئی تیاریاں کرتا رہا تھا اور پھر اس وقت اپنے کمرے کا دروازہ کھولا

مناصب میرا پانا نے دستک دی تھی۔

”کیا ہو رہا تھا۔ وہ کمرے میں داخل ہو کر چاروں طرف دیکھتی ہوئی بولی۔

”الگ۔۔۔ کچھ نہیں۔“ عمران اس طرح بولا جیسے صبح کو کسی قسم کی حاکمات

کا رنگ بے ہوش ہو جاؤ۔

”تم دونوں نے مجھے سخت الجھن میں ڈال رکھا ہے آخر یہاں سے

پہننے کیوں نہیں۔“

”کیا پریشانی ہے۔ جتن رہو تو اقتدار تک پہنچنے کے بغیر کہیں نہ جاتیں گے۔“

”اگر میں کسی طرح چوکان کی گئی تو تمہاری بیویوں تک کا سراغ نہیں ملے گا۔“

”یہاں ہے ہر کوئی جسے ہماری بیویوں کے سراغ کی فکر ہوگی۔“

وہ چلک کر اسے گھومنے لگی اور عمران نے ہنس کر کہا: "تیرا سے لئے
نشریں کی بات نہیں کہیں کہ جان پہچان نہیں ہوئی ہے، پہلے سے نہیں جانتا تھا؟"
پھر اس نے اس ملاقات کی کہانی دہرائی مگر اور میرا مانا جتنے تہمتے دہرائی ہو
گئی تھی۔

اب اگر اس نے میرے ساتھ کسی بے نی کو دیکھ لیا تو حیدر علی کو قریب لے گا کہہ سکتا ہے تم سے کوئی ایسی غلطی سرزد ہی ہو جائے کہ چپان لی جاؤ اور آواز نہیں بولی سکتیں۔

”اے کائنات! انا تو قادر نہیں ہوں۔ مگر انہی کی حالت ہی ہر تبدیلی کا راز ہے۔“
”اور یہی گنتی ہر جلتے وقت ہے۔“

واقعی ہے وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی یہ میں تو سمجھتی تھی کہ اس قسم کا کوئی پڑھ و تباری کچھ بڑی میں نہیں ہے۔

”بہت سی چیزیں ابھی گنتی ہیں لیکن نہیں بتا سکتا کہ کیوں ابھی گنتی ہیں“
”تو تمہیں صرف میری چال ابھی گنتی ہے۔“

”ہاں۔ جب سے غلو اگر چلنے لگی ہو۔ ورنہ اصلی جہاں تو ایسی نکستی ہے جیسے گھوڑی آہستہ آہستہ چل رہی ہو۔“

وہ صرف ہونٹ بیسٹ کھینچ کر رہ گئی کچھ بولی نہیں۔

سرشام ہی ٹیسی ہڈیگ میں ہجوم بڑھنا شروع ہو گیا تھا۔ یہ لگے
سائل سے قریباً پانچ میل کے فاصلے پر تھی۔ لوگ پیسوں یا گاڑیوں پر نہ تھے

تھے۔ اس پاس کے دوسرے عہدے کے ایک بھی جوان نہ ہوئی تھی۔
 رہے تھے۔ تیل سے جلنے والی بہت بڑی بڑی لا تھوڑا دھواں نے بہت دیر
 تھے کہ وہ دھواں کروڑا ستھارہا کہنے پہنچے کی بے شمار دکانیں شامیانوں کے تلے

”میں ہوں... میں...“ وہ آنکھیں نکال کر بولی۔

”چاروں کے یہ جوگنی ہیں اور سے کل تم کہیں اور ہوگی اور ہم کہیں اور“
”ہمیں تمہارے ساتھ لوٹنا چاہوں گی۔“

”ایک چٹا نے مقبرے میں رہتا ہوں“

ۛ فضول باتیں نہ کرو نہ سنی سے نکل چلو۔ جینو وہاں میرے پاس تنہا رہا۔

”اودھ دن رات ہٹے ہوئے کھائے کیا کریں گے اس کے دام چڑھنے
س کے دام اتر گئے۔۔۔ میرے بس کارنگ نہ ہیں۔“

ہرگز میں سبھا نہیں۔۔۔ تب بدستور قانون پڑھتے اور آواز دہکادی کہ نہ سنا۔
 بدستوری نگہانی میں ؟ وہ آنکھیں نکالی کہ بولا۔

”تمہاری ماں بھی تو ہے۔ میری نگارانی کیوں؟“

”باپ کی تمنا تھی کہ میں سنی ہو جاؤں۔ میری کیا کرے گی۔“

”تو تم میری بات نہیں مانو گے۔“

”ایسا کرو کہ سبچہ قسم، نو سبچہ میں مانوں۔“

”جلو پی سبی تاؤم کر گیا جاتے ہو۔“

”بس آج تیغ نہ لی سہے۔“ تمباکو اور دیکھ لیتے دو گل چبے چلیں گے۔

”وعدہ۔“ چہ وہ اس کی طرف ہاتھ بڑھا کر بولی۔

”روندہ۔“! ”عمران نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر کہا۔“ تم بھی ہوگی

میرے ساتھ۔ ساتھ تیرا یہ ہے کہ اس مجھے ہی مجھ سے دور۔ !

”کیوں؟ تم سے دوستی کیوں؟“

”اس لئے کہ الغرور ہے مجھے جانتا ہے۔“

جی نظر رہی تھیں اور تقاضا میں مسلسل وار بکنے ہوئے کڑشت کی خوشبو کھپتی
 چھوٹی سی ادریہ خوشبو مشعلوں کے دھوئیں کی ناگوار پورپیسی مادہ کی چوڑکی سی تھی
 پہلے بھائی توڑ مروڑ کے کچھ کرب دکھاتے گئے پھر شیش زنی کے مقابلے
 کا اعلان ہوا اور تقاضا جوڑیں نیرو زانی کے لئے میدان میں نکلے لگیں جڑیل
 سے چلتے وقت عمران نے ایک بوڑھے سراج کو بھی ساتھ چلنے کی دعوت دی
 حتیٰ جوڑی خوشی سے منظور کر لی گئی کیونکہ عمران نے کلاسے پر ایک بولنگ گاڑی
 حاصل کر لی تھی۔

”لوڑھی لالا کھیل ہے بکراہ سا قر نہیں جائے گا میرا مانے پر چھا تھا۔
 ” نہیں اسے بھار چو گیا ہے ادا کم کر دیا ہے۔“
 ”تب تو پیچھے عاصت کرنی چاہیئے۔“
 ”نہیں اسے صفت پھڑو۔ سونے دو۔ بھار میں بے حد چڑچڑا ہوا پاتا ہے
 میں دیا ہی لگتا ہے جیسے انڈوں پر مینتی سوئی مرغی۔“
 ”کوئی تمہیں آدھی بھی لگتا ہے۔“ میرا مانا جھنکار بوں ”میں گھوڑی لگتی ہوں
 وہ مرغی معلوم ہوتا ہے۔“
 ”صوت ایک آدمی ... آدھی لگتا ہے ... اوروہ ہے الحقوڑے۔“
 ”بیوقوف آدمی اس کے چکر میں مبتلا پڑو۔ جیرو نظر ناک آدمی ہے بس
 مکرر مجرنا کھرو۔“
 ”دیکھا مانے گا ... تم بیوقوف۔“
 ”ہو تو بڑے سیان کو دروگر روینے کی کیا ضرورت تھی۔“
 ”تم تنہا ہو جاؤ گی میں تو تہہ دے ساتھ ہوں گا نہیں۔ یہاں تنہا بھی نہیں
 چھوڑا چاہتا میں چلو۔“

مچر وہ فیملی بھی دیاں جا پہنچے تھے اور عمران ایک جگہ اُن دونوں سے
 الگ ہو گیا تھا۔ بوڑھا سترج بھی اٹالوی ہی تھا خلافت قرع خوش مزاج
 ثابت ہونے کی خاطر میرے پتا اور نہیں سوتی تھی۔
 ”میں تو پہلی بار ان کی سیل تماشوں میں شریک ہوا ہوں۔ اس نے
 بوڑھے سے کہا۔
 ”دیکھ ادراتی ہی رہی ہو۔“
 ”کبھی کبھی ۱۰۰۰ ... کیا لا تھاملا ہے۔ شیش زنی بھی خاصا دلچسپ
 کھیل ہے۔“

”اے اوس ناک! بوڑھا بولا۔ کبھی ہی صحت کا کھیل کھانا صاحب قمر۔
 صحت کے سامان فراہم کرتا ہے۔ ایک سہیلی بعد بندہ تیس اور تو نہیں بھی کھلونا
 بن جائیگی۔ ایسی روڑ نیک تو آہی پہنچے ہیں۔“
 ”اب شانہ تم پور کر دو گے۔ جاؤ پیچ کھلیب قمر یہ لاؤ۔ دونوں کھائیں
 گئے اور کھیل سے مڑے ہیں گئے۔“
 ”اچھا اچھا۔“ بوڑھا مہر بلاتا ہوا اس کے پاس سے بہت گلی
 تھیلے جاری رہے۔ کچھ دیر بعد وہ واپس آگیا تھا اور دونوں گراگم کھلیب
 کھا رہے تھے کرا لہوڑے کے پہنچ کا وقت آگیا۔ وہ کسی دیو کی طرح
 اصرار ڈرا تھا۔ لا تھاملا میں فنڈی اور خدا دلو اور لئے مجھے کولکار دیا تھا اس وقت
 اس کی آواز کے علاوہ اور کسی قسم کی آواز نہیں سنائی دیتی تھی۔ مجھے پر سکوت
 لاری ہو گیا تھا اس کے آس پاس ہی اس کے گلے کے لوگ بھی کھڑے ہونے
 تھے میرا پاں نے ایک ایک کو چھوچا۔ اچانک اُس نے عمران کو جھلانگ دلاکر
 اس کے مقابل آئے دیکھا اور رنڈ کر رہ گئی۔ بوڑھے کے منہ سے تو ڈال نکلی پڑا

مقام میرپانہ نے سچا کر الغرزد سے عمران کا مشعر اڑا کر اسے واپس کر دیا۔ تھا بڑی بھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ اور الغرزد سے محو رنگ میں منہ لگا دیا۔ اس نے عمران کو کہتے سنا "اے میرے باپ میرے پاس تلوار نہیں ہے۔ میں نے زمین پر چلا آیا۔ تلوار اس کے ہاتھ سے جھوٹ کر دے جا کر ہی تھی۔ اس جھوٹی جھرتی سے عمران نے اس کی تلوار پر قبضہ کیا تھا میرپانہ کا کیا اس نے لگا تھا۔ جیسے پہلی سی کلک گئی ہو اس کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

دو دے دے میری تلوار دروازہ پر چھوڑا ہو گا۔ الغرزد سے اٹھ کر دھاڑا۔ "اب تم اپنے لئے دوسری منگلو۔ یہ تو نہیں ملے گی۔ عمران نے اٹھنا اٹھا دیا میں جنس کر گیا۔ مجھے کو گویا سانپ سونگھ گیا تھا۔

"لاؤ دوسری تلوار۔" اب میں اس کا قید کر کے رکھ دوں گا۔" "فروغ چلی گئی۔ فوراً اس کے لئے تلوار دیتا کر دی گئی اور وہ کسی درخت سے زبردستی کی طرح عمران پر ٹوٹ پڑا تھا۔ لیکن انجام پہلے ہی کا سا ہوا۔ یعنی منہ کے بل زمین پر۔

"ناچنا کوڑیا کیوں ہے۔ جم کر مقابلہ کر۔" وہ اٹھ کر پھر دوڑا۔

دیکھ کر جنگ بنا دے تو وہی ہو گا غصہ متھوگ دوا دار اپنے کلاٹ کا منہ رو کر عمران نے پر سکون بچے میں کہا۔ میں بھی تو دیکھو کہ یونان اور چین اب کہاں کھڑے ہیں۔

"یونان محمد توں کی گود میں جک رہا ہے۔" الغرزد نے جل کر بولا۔ "ابھی معلوم ہو جائے گا۔ لیکن پہلے اس مدت میں اپرٹ پیدا کرو۔ اگر تم نے میرا قید کر کے رکھ دیا تو اس بیٹے کو بہت دکھ ہو گا جو میرے بیٹے میں درپٹ ہوئی ہے۔"

"اے جلیک بے۔" جمع سینے لگا۔ الغرزد سے اپنے پاس لے کھڑے ہوئے سمیت عمران پر بھلا لنگ لگائی۔ عمران پہلے ہی سے اس کے ہاتھ تیار تھے۔

”ہبت اچھا... ہبت اچھا“ العزوزے نے زبردستی قہقہہ لگایا۔ لیکن وہ قہقہہ تو سرگز نہیں تھا ایسا معنوم ہوا تھا جیسے اس قہقہے کے وہاں میں پورے جسمے کو گدگدی سی گالی دی گئی ہو اور پوڑھا میرا یا نہ سمجھ رہا تھا۔ یہ بے وقوف سا آدمی تو فتنہ نگار اسے دیکھ کے متبادل ٹھیکر کی مثال سمجھ لو۔“

”پھر نے ایسی دوبارہ کو پہچاننا ہے؟“ میرا یا کسی تیز زہرہ سختی سی بچی کی طرح بولی۔

”اگر ایک بار بھی خود اسی پر گر چلا تو وہ جلد جلد ہو کر رہ جائے گا۔ پتلا ہے پتلا۔ خدا کی پناہ!“

”بس خاموش رہو۔“ وہ بڑا سا منہ بنا کر بولی۔ ”میرا آدمی بھی بادل اور بجلی کا بیٹا ہے۔ پہاڑ کے چھتیرے اڑا دے گا۔“

”تھلا شو ہے؟“ بوڑھے نے حیرت سے کہا میں تو دوست سمجھا تھا۔ ”سمجھا کرو تھلا سے سمجھنے سے کیا ہوتا ہے۔“ وہ یہی رونا روی میں کہہ گئی تو بھر دو دن کی طرف تھی۔ وہ جھپٹ جھپٹ کر ایک دوسرے سے جھک کر رہے تھے۔ ان کی تلواروں کے پھنے سے خاموشی سی ہو رہی تھی اس آواز کے علاوہ اور ہر قسم کی آوازیں معدوم ہو گئی تھیں۔

”آپ کے تہاڑی تلوار ٹوٹ جائے گی۔“ عمران العزوزے سے کہہ رہا تھا۔

”اس لئے دوسری کے لئے اپنے کسی آدمی کو آواز دے لو۔“

”کیوں بکو اس کو تباہ کرے؟“ العزوزے نے فرمایا۔

”یہ ایک مشرقی داڑ ہے...“ نو سیمبا کو عمران نے بالکل کھانا سے کی طرح تھلا ہلائی تھی۔ العزوزے نے اس کی خاموشی سے سے تلوار سی پیر دیکھنے کی کوشش کی۔ لیکن عمران نے درمیان ہی سے اپنی تلوار کا رخ بدل دیا۔

العزوزے کے لئے اب نامکس تھا کہ وہ منافقت کا انداز بدل سکتا تھا۔ کھانا کھانا اور اس کی تلوار پنج سے ٹوٹ کر دو یا پڑی۔ شور کشیں بند ہو اور ٹیک سی وقت ایک ناز کی آواز سنائی دی۔ میرا یا نے عمران کو گرتے دیکھا اور وہ اچھل کر وہاں پہنچ گیا تھا۔ ناز مجھے سے ہوا تھا۔

”اوہ خدا یا! میرا یا بولی یہ آخر... آخر... وہ کاری کا نکار ہو گیا۔ العزوزے... کیلئے۔“

”یہ کیا ہو رہا ہے؟“ بوڑھا جھلائی ہوئی آواز دے رہا تھا۔

”اس کے کسی آدمی نے...“ ناز کر دیا... اب میں کیا کروں، کیا کروں۔“

جہانک پھر قار ہوا۔ ایک سچ سنائی دی۔ یہ ناز زمین پر پڑے ہوئے عمران کی طرف سے ہوا تھا۔ اس کے بعد وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

مجھے میں سمجھ کر پڑ گئی تھی چلے در پہلے خانہ عمل اور کچن کی آوازوں سے پارک کو گئے تھے۔ میرا یا بھی انہیں دعاس وگوں میں شامل تھی جہاں دیکھی گویوں سے پہنچنے کے لئے کسی محفوظ مقام کی طرف نکل جانا چاہتے تھے۔ وہ دوڑتی رہی پوڑھا اس افزائش میں نہ جاسکے کہاں رہ گیا تھا۔ نازوں کی آوازیں وہ اب جس عین رہی تھی وقتاً آنے سے وہ گاڑی یا آئی میں پرہیزوں تک آئے تھے ساتھ ہی یہ بھی یاد آ کر عمران نے اسے ایک انگ تھلا اور محفوظ مقام پر پارک کیا تھا۔ فی الحال اس سے زیادہ محفوظ پناہ گاہ اور کوئی نہیں تھی۔ اب اس کا رخ بدل گیا تھا اور وہ سیدھی اسی طرف دوڑی جا رہی تھی جہاں کھڑی کی کئی تھی وہیں ملے اس نے بے ساختہ گاڑی کا دروازہ کھولا اور کچلی سیٹ پر گر کر پھینکے گئی۔ چاروں طرف گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اسے تو یہ بھی معجزہ ہی لگ رہا تھا کہ وہ محض اندازے سے گاڑی تک پہنچی تھی۔

ورنہ اس دور قیادہ سے میں گاڑی کو تلاش کر لینا ہی آسان نہ ہوتا۔ کچھ دیر بعد اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کسی اور سے بھی انگی سیٹ کا دروازہ کھلا ہو۔
 ”کون؟“ وہ بے ساختہ اچھل پڑی۔

”ڈھمپ... چمپ چاپ پڑی رہی۔“

”اے خدا تیرا شکر ہے کیا تم بہت زخمی ہو؟“

”ارے ہاں... کوا میں مٹی کا بنا ہوا ہوں۔“

پھر گاڑی اسٹارٹ ہونے کی آمادہ آئی اور وہ حرکت میں بھی آگئی۔ میرا نا بے خوف سیدھ پر لیٹی جانے جا رہی تھی باسے لیٹن ہی نہیں آ رہا تھا کہ وہ جاگ رہی ہے اور یہ سب کچھ حقیقت ہے۔

”ہم کہاں جا رہے ہیں؟“ اس نے تھوڑی دیر بعد کہا اتنی بولی سی آواز میں پوچھا۔

”درجہ چاپ یعنی رہو۔ اپنی سائنس دیکھو کہ رو۔ میں تمہیں جہنم میں نہیں لے جاؤں گا۔“

”ابھی یہی بات کہ تم زخمی تو نہیں ہو۔“

”بالکل نہیں۔“

”لیکن لاڑ کے بعد جب تم گسے تھے تو میرا قدم ہی لٹک گیا تھا۔“
 ”اگر دیکھتا تو دوسری گولی یقیناً مجھے چاٹ باقی اس کا پھٹاؤ نہ ہو کہ کیا تھا۔ سو نہ ہو کہتا الغرض اس کی ٹیسٹ میرا کسی ماتحت کو تار آگیا تھا خود الغرض سے آواز بول نہیں ہو سکتا۔“

”پھر تم نے لیٹ لیٹے فائر کیا تھا۔“

”اسی پر جس نے مجھ پر فائر کیا تھا۔“

اس کے بعد تو پھر ان سبوں نے فائرنگ شروع کر دی تھی۔

”تم شاید اس پر بھی ہوش میں نہیں آئے تھے۔“

”کیا مطلب؟“

”تم بھی فائر کر رہے تھے۔“

”عمران کچھ نہ بولا۔“

”ڈھمپ، کیا تم صبح وچ قانون کے ایک بیوقوف طالب علم ہو۔“

”ماں بے بی... یقین کرو۔“

”وہ بے اعتباری سے ہنس کر بولی تھی۔“ تم الغرض سے سے زیادہ خطرناک آ رہی ہو۔ کیونکہ تمہارا دماغ ہر حال میں مختار رہتا ہوں۔“

عمران کچھ نہ بولا۔ گاڑی اب سرنگ پر پہنچ کر مزید تیز رفتاری اختیار کر چکی تھی۔ دو فٹ ایک دھماکہ سنائی دیا۔ وہ ہی کا معلوم ہوتا تھا پھر پے درپے دھماکے ہی دھماکے ہوتے چلے گئے تھے۔ زمین لرزتی ہوئی سہی معلوم ہوتی تھی۔

”... یہ... ملک... کیا ہو۔ اے۔“ میرا نام نکلائی۔

”پتہ نہیں؟“ عمران نے کہا اور گاڑی کی رفتار کچھ اور تیز ہو گئی۔

”وقت... تمہارا سنا تھی۔“

”کچھ دیر خاموشی تھی رہو کیا ساری دنیا کی عین صرف زبان ہی بلائی رہتے تھے لئے پیدا ہوتی ہیں۔“

”بس اتنا اور بتا دو کہ ہم کہاں جا رہے ہیں۔ ڈیڑھ گھنٹہ میں تو اب تم کسی طرح بھی نہیں پہنچ سکو گے۔“

”ہم فی الحال ڈیڑھ گھنٹہ جا رہے ہیں۔ دہائی سے لاونچ پر کوڑے لئے

مذاذ ہو جائیں گے۔

”مذا کا شکریہ ہے کہ اس وقت عقل مندی کی باتیں کر رہے ہو۔“
دفتراً پھر کئی دھماکے سنا دیئے۔ آزاد نسبتاً پہلے سے کچھ مزید کرد
کی معلوم ہوئی تھی۔

”آخر یہ کیا ہو رہا ہے۔“ میرا ایک پیکیٹ پائی ہوئی آزاد میں بولی۔

”میں کیا جانوں۔ جہاں تم لوگ میں۔“

وہ تنہا ہی دیر غامض رہ کر بولی۔ ”تمہیں اپنے ساتھی کی بالکل فکر
نہیں ہے۔“

”اے وہ بزدل۔“ عمران نہیں پڑا۔ پھر بولا۔ ”جانتی ہو کہ اسے کیوں
بھرا گیا تھا میں نے اس سے کہا تھا کہ میں الغور نے کا پیلیج قبول کر لوں
گا۔ جس پر وہ آیا بناد۔ کہنے لگا۔ اچھا باؤ تم مقابلہ کرنے میں لاجچ پڑیو
کہ وہ فریسنر دبل وکل گا۔ سبب یہاں سے جہانگنا پڑے فرسید سے دین
آنا۔“

”تم سے زیادہ عقل مند ہے۔“ میرا غامض ہو کر بولی۔ اس نے
حالات کا اندازہ پہلے ہی لگا لیا تھا۔

”مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہ لوگ اتنے کچھ ہیں۔“

”اس سے بھی زیادہ خیر اب سب کچھ سمجھ جاؤ۔۔۔ یونان چلو۔“
”دوسری سے۔۔۔ نہیں یہ نامکن ہے درواہ کا پردہ گرام بنا کر آیا تھا قدرت
پورا کئے بغیر نہیں جائیں گے۔ شاہ ہے کتہ بھی خوب صورت جگہ ہے۔“

”پورے ملک میں کہیں بھی پناہ نہ ملے گی اگر تہادی نازنگ سے لفظ
کا کوئی آدمی مر جائے گی۔“

عمران نے لاہور ہی سے شافل کو منبش دی۔ تنہا ہی دیر بعد میرا نام
اور کتنے لگی تھی عمران غامض ہی رہا۔ پھر شاید وہ گہری نیند سو گئی تھی۔
صبح ہوتے ہوتے وہ فریسنر کے قریب پہنچ گئے تھے عمران نے گاڑی ایک
مردان جگہ لے جا کر روکی تھی اور میرا نام کو منبش کر لیا تھا درواہ گاڑی سے اتر
آئی تھی اور عمران کو لڑکی کھوٹے دیکھتی رہی۔ پھر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل
گئیں کیونکہ عمران نے لڑکی سے اس کا اور اپنا سوٹ کیس نکالا تھا۔
”متحیر ہونے کی ضرورت نہیں۔“ عمران نے سر ہل کر کہا۔ ”میں جانتا تھا کہ
بھی کچھ ہوگا۔ لہذا تہادی لالچی میں دیاں سے بالکل نکل سنا گئے کا انتظام
پہلے ہی کر لیا تھا۔ سوٹ کا حساب بے باقی کر آیا ہوں اور یہ پٹانی گاڑی
پہلے کرایہ پر لی تھی، پھر خرید ہی لی تھی۔“

”تم سوچ الحق ہو۔“ وہ جھنجھلا کر بولی۔ ”یہ سب کچھ تہادی خلاف
ہائے گا اور پولیس تہادی تلاش میں نکل کھڑی ہوگی۔ اس کا مطلب یہی تو
ہو کہ تم پہلے سے سب کچھ لے کر چکے تھے اور الغور سے سے دیدہ و
دانشہ چھپ کر چلی تھی۔“

”زیادہ بے چارے لوگ مجھے زہر ہی گتے ہیں میں ان سے غور چھپ
چھا کر تا ہوں۔“ اچانک میں جھبڑا۔ میں ابھی آیا۔ وہ گاڑی میں بیٹھا ہوا ہوا۔
اس پر میرا نام لے کر کہا تھا کہ کیا اب وہ اسے چھوڑ کر جاسکے گا اور وہ کھتا ہے
”ہرگز نہیں۔“ عمران بولا۔ ”دونوں سوٹ کیس تہادے پاس موجود ہیں۔“
گاڑی تیزی سے ادھائی پر چڑھتی چلی گئی تھی۔ ادھر پہنچ کر میرا نام لے اسے
رکھتے دیکھا عمران نے اترتا تھا اور گاڑی کو جھیل میں دھکا دے دیا تھا اس
کے پانی میں گرنے کی آزاد دور دور تک سنی گئی ہوگی۔ میرا نام حیرت سے منر

جھانٹے نیچے سرنگ پر پھڑکی مٹی۔ پھر اس نے دیکھا کہ عمران تیزی سے دوڑتا ہوا نشیب میں چلا کر باغ قریب پہنچ کر اس نے دونوں سوٹ کیس اٹھائے اور دیر مانا سے اپنے پیچھے آنے کو کہا قریب ہی کی ایک چٹان کی اوٹ میں بیچ کر رکھ دیا تھا۔

اب تم اور پھر جا کر اس لباس کو تبدیل کرو یہ خود ہی سی تبدیلی تمہاری شکل میں پھر ہوگی اور ان سفر سے ہاتھوں کو سیاہی مائل کر دوں گا۔

وہ چپ چاپ تعمیل کرتی رہی اور جب لباس تبدیل کر کے واپس آئی تو خوفزدہ انداز میں اچھل پڑی۔

”میں ہی ہوں۔ ڈرو نہیں۔“ عمران بولا۔ اتنی دیر میں اس نے ریڈی میک اپ اپنی ناک پر فٹ کر لیا تھا اور اس کی شکل خوف ناک لگنے لگی تھی۔

”اب ہم یہاں سے پیدل اس جگہ تک چلیں گے جہاں میرے ساتھی نے اپنی لائیج ایکسکس کر لی۔“

وہ کچھ نہ بولی۔ چپ چاپ اس کے ساتھ چلتی رہی نہ جانے کیوں اب وہ بیچ و بیخیزہ نظر آ رہی تھی۔

جھیل کے کنارے کے درختوں کی شاخوں تک چلتے رہنے کے بعد ایک کٹاؤ کے قریب پہنچے جہاں ایک لائیج ٹنگا انداز مٹی۔ وہ لائیج پر چڑھ گئے جہیں کیبن میں پڑا خائے لے رہا تھا لیکن میرا مانا آسے نہ بچاؤ نہ سکے۔ کیونکہ جہاز جھیکا ڈھمکی وار مٹی اور وہ اس سے وہ چھٹکارا حاصل کر چکا تھا۔

”یہ... یہ کلن ہے؟“ وہ آہستہ سے بولی۔

”اپنا وہی مین مراکش اور پوک کہیں گا۔ ایسی خوب صورت ڈاڑھی اور

سر کی زرخیز فصل سے محروم ہو گیا۔“

”تم غلط کہہ رہے۔“ وہ عمران کو گھورتی ہوئی بولی۔ ”بیچ و بیخیزہ تو لوگ کلن ہوئے۔“

”ہاں کلن کہہ رہے ہیں۔“

”تم لوگوں نے ایشیہ کو تباہ کر دیا وہ دھماکے اسی کے تھے۔ تم نے انھیں دسے کو اٹھا کر رکھا تھا اور یہ ایشیہ میں بنایا اسی دوران میں نامور ہو کر مراصر جہاں کیا تھا خدا کی پناہ! ایشیہ کے ساتھ ہی آدھا قریبی تباہ ہو گیا ہو گا۔“

عمران کچھ نہ بولا۔ ان کی آواز میں سن کر جہیں بھی اٹھ بیٹھا تھا اور نہیں جہز صیاتی ہوئی آنکھوں سے دیکھے جا رہا تھا۔

کیوں اسے ناممقول؟ عمران نے اردو میں کہا۔ ”کیا تم نے بوں کی ٹانگ میں کچھ بڑی مٹی۔ انہیں آج دوپہر چھٹا متا جب ایشیہ پہنچ جھیل میں تھا۔“

”ایشیہ ٹریسٹی کے ڈاک پر نہیں تھا۔ مجھے اس کے لئے چھ سات میل آگے جانا پڑا تھا۔“ جہیں پھرائی ہوئی آواز میں بولا وہ لوگ دلوں سے دولا چھل میں ٹریسٹی واپس آئے تھے تاکہ وہ سفر پر روانہ ہونے سے پہلے جہز میں ٹیم کے آخری اہم سے بھی ملنے اندوہ نہ لیں۔ میرا خیال ہے کہ ایشیہ کی تباہی سے ٹریسٹی پر کوئی اثر نہ پڑا ہو گا۔ میں نے سوچا جب یہ پوزیشن نصیب ہو گئی ہے تو پھر ٹریسٹی جاییں کیوں متاع کی جائیں۔“

”حالانکہ ان مزدوروں نے مجھے متاع کر مینے کی پوری کوشش کر ڈالی مٹی۔“ عمران نے کہا اور جلدی جلدی اسے پچھلی رات کے واقعات دہرائے گا

”ہم لوگ واقعی بے حد شریف ہیں۔ ہمیں ششدری سانس سے کر بولا۔
”میں تو اس ریڈو آپریٹر کو کسی بھالایا ہوں جو اسٹیر پتہ نہا تھا۔ نیچے اسٹنڈ میں
نزد کا پڑا ہوا ہے۔“

”شرافت کے نیچے اب جلدی سے نکل چلو لو کی طرف۔“

”تم ریڈو آپریٹر سے ہی بھلانا میں اس سے اپنا دماغ چٹاؤں گا۔ عقل کے
پتے بھی تو اس آدمی کی طرف ہماری رہنمائی کرے گی۔ بس تم دیکھتے جاؤ۔
وہیں ریڈو آپریٹر بھی کارآمد ثابت ہو سکتا ہے۔ ہذا تمہاری حماقت تمہارے
ساتھ۔ اور۔۔۔ میری قواب گئے ہی میں ٹھکی رہے گی۔“

”تم لوگ کیا باتیں کر رہے ہو۔“ دفعتاً میرا پانا بھٹکلا کر بولی۔

”یہ بتاؤ براعتا کہ بخار کے ساتھ ہی اسے جو کچھ میں سو گئی ہے سنا کی مرضی؟“
عمران ششدری سانس لے کر بولا اور میرا پانا بھٹکلا ہونٹ چبانے لگی۔

”مستوشی و در بعد لادع کھلے پانی میں نکل آئی تھی اور تیزی سے لٹو کی طرف
بڑھی جا رہی تھی۔ ہمیں اسٹرولنگس کر رہا تھا۔“

عمران آئیل اسٹروملنگ کرانی بنانے بیٹھ گیا۔

”میشو ادھر۔۔۔“ میرا پانا اس کے قریب پہنچ کر بولی۔ ”یہ کام مردوں کے
ہنہیں ہیں۔“

”کامیں؟“ عمران حیرت سے آنکھیں میھا ڈر کر بولا۔ ”کیا تم یورپین نہیں ہو؟“
”کیوں نہیں ہوں۔“

”تو پھر مجھے اس کام سے کیوں روک رہی ہو۔ میں نے لندن میں مردوں
کو کھانا پکاتے اور عورتوں کو فحشی رسالے پڑھتے ہوئے دیکھا ہے حالانکہ دونوں

ہی دن بھر کے شکے سناٹے گھر میں داخل ہوتے ہیں۔“

”ہم اتنے مذہب نہیں ہوئے ہیں؟“ وہ طنز پر بھیجے میں بولی۔ ”اور نہ
ہمارے یہاں غلاقوں کی وہ شرع ہے جو یورپ کے مذہب ترین ٹانگ میں
پائی جاتی ہے۔ ہماری اکثریت اب بھی اسی کی قائل ہے کہ عورت گھر کی ملک اور مرد
مرد میدان اسی لئے جارا معاشرہ دو عالمی طور پر تاپا گندہ نہیں ہوا تم میری شکل
کیا دیکھ رہے ہو مجھے میرے ملک کی مانند خدمت پر گزند بھگایا میں بری خدمت
ہوں کسی بھی معاشرے کے لئے قابلِ فخر نہیں ہو سکتی مجھ سے نداشتگی میں کچھ
مزید فانی تھوکتیں سرزد ہو گئیں تھیں پولیس میری تلاش میں تھی میں چھپتی پھر رہی
تھی کہ میرے پاس کے ایک ماتحت نے مجھے اس کے پاس پہنچا دیا پڑوسی گھس
اور بھڑھوئی میں باس کے صیار کے مطابق تھی اس سٹاس کی سیکرٹری بن گئی۔
”بہر حال تم میری جہان ہو تمہارے اصرار کے چاہتے ہیں۔ ہذا ناشتہ میں
بھی تیار کروں گا۔“

”تمہاری مرضی؟“ اس نے کہا۔ ”تم آخر اعتراف کیوں نہیں کر لیتے۔“
”کس بات کا؟“

”اسٹیر کی تباہی میں جی دونوں کا ماتحت ہے۔“

”اورے عشق دھماکوں کی بنا پر تم نے فیصلہ بھی صادر کر دیا کہ اسٹیر میری تباہ
ہو گیا ہے۔“

عمران کبیتی پراخ رہ جائے راجس کی ٹوٹی سے بلکل بلکل جہانپٹ کھنکھنی لگی تھی
میرا پانا عمران کو غور سے دیکھے جا رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں اسے اعتماد مصمتی
کے علاوہ اور کچھ بھی نہ دکھائی دیا۔ ”اچھا یہی بتاؤ کہ تم انفرادے سے کیوں اچھے
تھے؟“ اس نے پھر پوچھا۔

”پہلے تو سب مذاق مذاکین جب تم بائند گائیں تو مجھے انفرادے سے بڑے

ہو گئی میرے لئے ناگھن تھا کہ میں اس سے نہ اچھا نہ برا تھا کہ اس کا سہارا چھا
 تھا کہ اس کے آدمیوں نے ہنگامہ برپا کر دیا اور وہ میرے لا مشوں سے آتنا
 زخمی ہو جاتا کہ بالآخر اسے مرنا ہی پڑتا ہے۔
 صورت سے تو ایسے نہیں لگتے تھے آخر ہو کیا چیز تباہ مجھے مگر ابھی بدشا
 کے سے نہیں ہیں۔ کئی دہوں سے تھا کہ اسے ساتھ ہوں۔
 ”مجھے خود بھی نہیں معلوم کہ میں کیا آدمی ہوں۔“
 وہ پھر خاموشی سے اس کی شکل نکلتی رہی۔ سلاخ تیزی سے لگوئی
 طرف بڑھی جا رہی تھی۔

ختم شد

.....